بچّوں اور بچّیوں کا پیارا رسالہ

ماہنامہ

تشحیذ الاذہان

ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

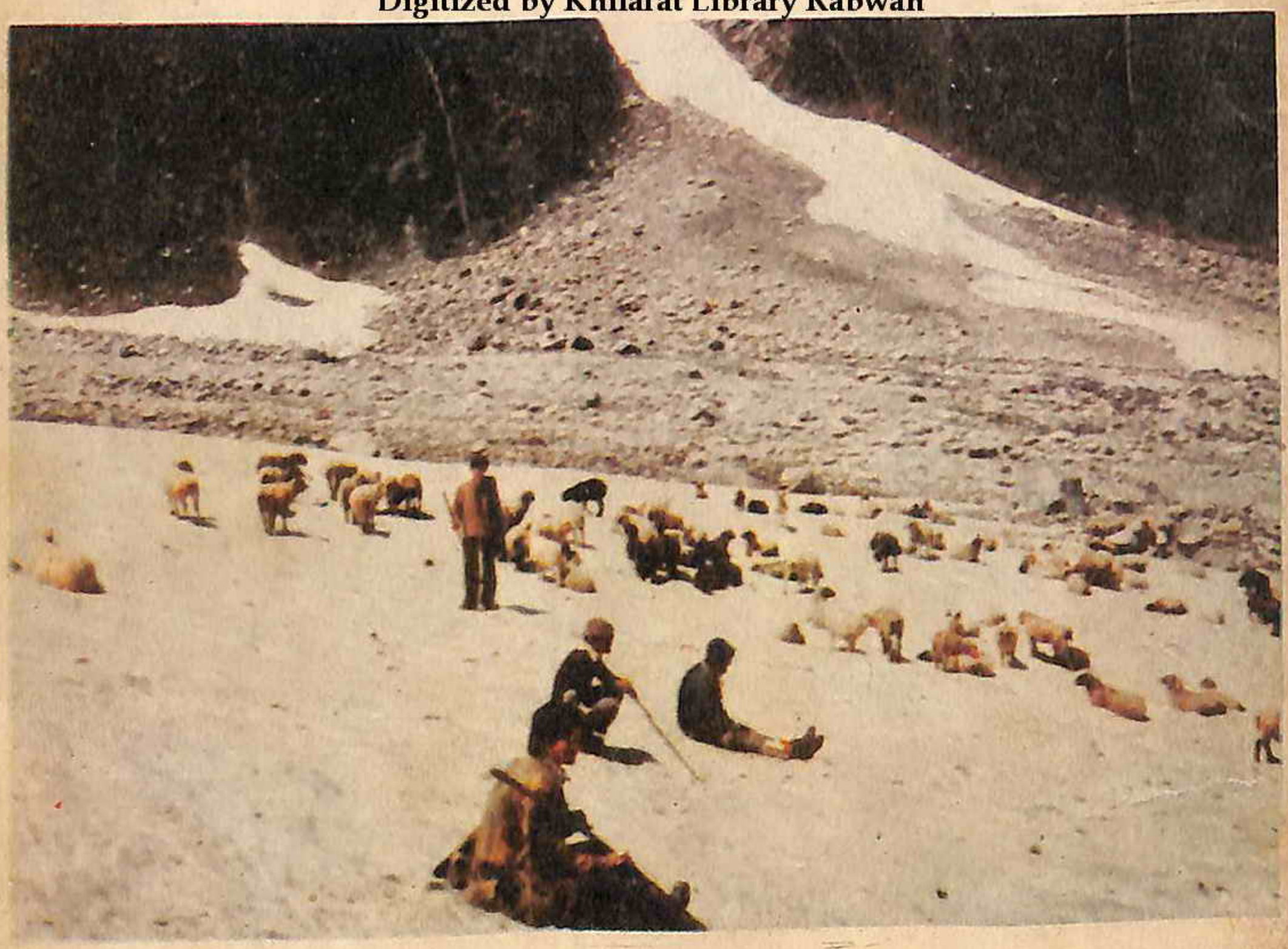

وادیٔ نیلم کا ایک گلیشیئر

— ایڈیٹر —

محمد شفیق قیصر

تبلیغ ۱۳۵۸ ہش

فروری ۱۹۷۹ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بچوں اور بچیوں کا پیارا رسالہ

جسے بڑے بھی پورے ذوق و شوق سے پڑھتے ہیں

ماہنامہ تشحیذ الاذہان ربوہ

تبلیغ ۱۳۵۸ ہش

فروری ۱۹۷۹ء

جلد ۲۲ ــــــ شمارہ ۲

ایڈیٹر

محمد شفیق قیصر

ــــــ نائبین ــــــ

نصیر احمد قمر ✍ عبدالسمیع خان ✍ منیر احمد جاوید

✍ سالانہ چندہ :- بارہ ۱۲ روپے

✍ قیمت فی پرچہ :- ایک روپیہ پچیس ۲۵ پیسے

فہرست

✍	اداریہ	صـ۲
	(کھانے کے آداب)	
✍	قرآن مجید کی خوبیاں (درثمین)	صـ۴
✍	حضرت قاضی محمد ظہور الدین اکمل صاحب	صـ۴
✍	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بچپن کے سفر	صـ۹
✍	حضرت مصلح موعود رضؓ کا بچوں سے حسن سلوک	صـ۱۱
✍	کیا آپ ایک کامیاب طالب علم ہیں	صـ۱۹
✍	ریموٹ کنٹرول	صـ۲۱
✍	شگفتہ شگفتہ	صـ۲۳
✍	خبرنامہ تشحیذ	صـ۳۰
✍	بزم تشحیذ	صـ۳۲
✍	ناصرات کے صفحات	صـ۳۴
✍	ننھے ادیب	صـ۳۸
✍	مچھیرا	صـ۴۱
✍	میری زندگی کا ناقابل فراموش واقعہ	صـ۴۴
✍	تقریب شکرانہ در جلسہ یوم والدین	صـ۴۶
✍	لطائف	صـ۴۷

کتابت

محمد ارشد خوشنویس دارالصدر ربوہ

پبلشر:- محمد شفیق قیصر۔ پرنٹر:- سید عبدالحی۔ مطبوعہ:- ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ مقام اشاعت:- دفتر ماہنامہ تشحیذ الاذہان دارالصدر جنوبی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ادارتیہ

کھانے کے آداب

بچو! آج ہم آپ کو کھانے کے بعض اسلامی آداب بتاتے ہیں۔ یہ سب باتیں جو ہم آپ کو بتائیں گے ہمارے آقا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری رہنمائی کے لئے اپنی حدیثوں میں بیان فرمائی ہیں۔ یہ سب باتیں ہمارے فائدے کی ہیں اور خدا کو خوش کرنیوالی ہیں اس لئے آپ کو چاہیئے کہ آپ انہیں بہت توجہ سے پڑھیں اور کھانا کھاتے وقت اِن باتوں کا خاص طور پر خیال رکھیں۔

سب سے پہلی اور ضروری بات یہ ہے کہ کھانا ہمیشہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر کھایا جائے یعنی آپ جب بھی کھانا کھانے بیٹھیں تو کھانا شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ضرور پڑھیں۔ اس کے معنی ہیں میں اللہ کا نام لے کر جو بے حد کرم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے شروع کرتا ہوں۔

دوسری بات یہ ہے کہ کھانا ہمیشہ دائیں ہاتھ سے کھائیں۔ کھانا اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے اس نعمت کی عزت کا تقاضہ ہے کہ اس کے لئے ہم دایاں ہاتھ ہی استعمال کریں۔ بایاں ہاتھ استعمال کرنے میں بے ادبی اور ناشکری کا رنگ پایا جاتا ہے۔ بعض بچے اس بات کا خیال نہیں رکھتے اور بائیں ہاتھ سے کھانے لگتے ہیں انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ ہمارے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سختی سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ کوئی مسلمان نہ بائیں ہاتھ سے کھائے اور نہ بائیں ہاتھ سے پیئے کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور بائیں ہاتھ سے پیتا ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ کھانا کھانے کے بعد اللہ تعالیٰ کی اس نعمت پر اُسکی حمد بجالائی جائے اور اُسکا شکر ادا کیا جائے۔ ہمارے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اُس بندے سے خوش ہوتا ہے جو کھانا کھائے یا پانی پیئے تو اللہ تعالیٰ کا شکر اور اُسکی حمد بجالائے۔ چنانچہ حضورؐ کھانا کھانے کے بعد یہ دُعا پڑھا کرتے تھے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔ یعنی سب تعریف اللہ کیلئے ہے جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور ہمیں مسلمان بننے کی توفیق عطا فرمائی۔ آپ سب بچوں کا بھی فرض ہے کہ کھانا کھانے کے بعد ضرور یہ دُعا پڑھیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چوتھی بات یہ ہے، کہ کھانا کھانے سے پہلے اور کھانا کھانے کے بعد ہاتھ ضرور دھوئے جائیں۔ اوّل تو صفائی کے لئے یہ ضروری ہے کہ صاف ہاتھوں سے کھانا کھایا جائے اور بعد میں بھی ہاتھوں کو صاف کر لیا جائے۔ دوسرے اس کا فائدہ یہ ہے کہ ایسا کرنے سے کھانے میں برکت پڑتی ہے۔ چنانچہ ہمارے رسُولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کھانے کی برکت یہ ہے کہ کھانا کھانے سے پہلے اور کھانا کھانے کے بعد ہاتھ دھوئے جائیں۔

کھانے کے اور بھی بعض آداب ہیں جنہیں ہم آئندہ کسی اشاعت میں بیان کریں گے۔ احمدی بچوں کا فرض ہے کہ جو باتیں ہم نے اس وقت بیان کی ہیں اُن پر باقاعدگی سے عمل کریں۔ یہاں تک کہ یہ باتیں اُن کی عادت بن جائیں اور کبھی ان میں سے کسی بات کے بھولنے کا سوال ہی پیدا نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ سب بچوں کو ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور انہیں اپنی برکتوں اور رحمتوں سے نوازے۔ آمین ؎

(بھائی جان)

قرآن مجید کی خوبیاں

وہ روشنی جو پاتے ہیں ہم اس کتاب میں ؎ ہوگی نہیں کبھی وہ ہزار آفتاب میں

اِس سے ہمارا پاک دل و سینہ ہو گیا ؎ وہ اپنے مُنہ کا آپ ہی آئینہ ہو گیا

اِس نے درختِ دل کو معارف کا پھل دیا ؎ ہر سینہ شک سے دھو دیا ہر دل بدل دیا

اِس سے خُدا کا چہرہ نمودار ہو گیا ؎ شیطاں کا مکر و وسوسہ بیکار ہو گیا

وہ رہ جو عزّ و جل کو دکھاتی ہے ؎ وہ رہ جو دل کو پاک و مطہّر بناتی ہے

وہ رہ جو یارِ گمشدہ کو کھینچ لاتی ہے ؎ وہ رہ جو جامِ پاک یقین کا پلاتی ہے

وہ رہ جو اُس کے ہونے پہ محکم دلیل ہے ؎ وہ رہ جو اُس کے پانے کی کامل سبیل ہے

اِس نے ہر ایک کو وہ رستہ دکھا دیا ؎ جتنے شکوک و شبہے سب کو مٹا دیا

(درّ ثمین)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت قاضی محمد ظہور الدین اکمل صاحب رضؓ

محترم عبد الرحمٰن شاکر صاحب ربوہ

پنجاب کا ضلع گجرات ہمیشہ سے علم و فضل میں ممتاز رہا ہے۔ اس میں صدہا ادیب۔ شاعر۔ عالم۔ قاری۔ فقیہہ ہو گزرے ہیں۔ مگر یہ شرف صرف حضرت مولوی امام الدین صاحب کو ہی حاصل ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کر کے اوّلین میں شمار ہوں۔ اُن کے کتنے ہی شاگرد اپنی اپنی جگہ پر خود استاد شمار ہوئے۔ جیسے مولانا غلام رسول راجیکی رضؓ اور پروفیسر قاضی فضل حق وغیرہم۔

مولوی امام الدین صاحب ۱۳ محرم ۱۲۶۸ ہجری میں بمقام گولے کی پیدا ہوئے۔ تاریخی نام چراغ دین نکلا آپ کو ایک ہی شوق تھا کہ اُن سے کوئی علم حاصل کرے۔ یہی شوق عرصہ تک ان کو قادیان کی متفرق کلاس میں لئے پھرا۔ آپ کی اہلیہ صاحبہ کا نام مریم بیگم تھا۔ آپ کے دو صاحبزادے تھے۔ بڑے قاضی محمد ظہور الدین اکمل اور چھوٹے محمد نور الدین اجمل۔

قاضی اکمل صاحب نے ابتدائی تعلیم مکمل میں اپنے والد سے حاصل کی مگر کثرتِ مطالعہ کے باعث تپدق ہو گیا جس سے جسم نہایت نحیف ہو گیا۔ تعلیم ترک کر دی مگر شفاء کامل نہ ہوئی۔

مولوی امام الدین صاحب بیعت کے بعد قادیان گئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دُعا کے لئے بھی عرض کیا کہ بچے کو شفاء ہو جائے۔ نیز حضورؑ کا پس خوردہ بھی لا کر ان کو کھلایا تو بروں کا پرانا مریض اچھا ہو گیا۔ اور کیوں نہ ہوتا ؎

جس پہ نظرِ لطفِ مسیح دوسرا ہو
بروں کا ہو بیمار تو اک دم میں شفا ہو
(انیس)

تاہم بیماری اپنے اثرات ایسے چھوڑ گئی کہ ساری عمر سرکنڈے کی مانند ہی رہے۔

اس کے بعد قاضی صاحب ہجرت کر کے مستقل طور پر قادیان چلے گئے۔ چونکہ خاکسار کے والد مولوی نعمت اللہ گوہر نے دسمبر ۱۹۰۶ء میں بیعت کی تھی اور قادیان میں ہی رہائش کر لی تھی اور شاعرانہ طبیعت اور مزاج کے رُو سے بھی اکمل صاحب سے بہت قریب تھے اُن کے ساتھ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بڑے گہرے مراسم تھے۔ والد صاحب کے تعلق سے مجھ پر بھی بہت شفقت فرماتے تھے اور ۱۹۳۱ء میں تو خاکسار کو ان کے ماتحت دفتر ناظم اشاعت میں کام کرنے کا موقعہ ملا۔ اس لئے قاضی صاحب کو بہت قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملا۔

اُسی زمانہ میں قادیان میں لائبریری کا انتظام کچھ ایسا بہتر نہ تھا۔ کتب تو تھیں مگر تازہ اخبارات نہیں آتے تھے۔ ادھر قاضی صاحب چونکہ رسالہ ریویو اُردو۔ ریویو انگریزی۔ سن رائز۔ الفضل۔ مصباح اور احمدیہ گزٹ کے مینجر تھے تبادلے میں اخبار اور رسائل بہت آتے تھے۔ اس لئے اہل ذوق احباب قاضی صاحب کے دفتر میں جمع ہو جاتے۔ اخبارات کے ساتھ ساتھ تبادلہ خیالات بھی ہو جاتا تھا۔ مختلف مسائل اور روزمرہ کے حالات پر تبصرہ ہوتا اور لوگ قاضی صاحب کے علم و فضل سے متمتع ہوتے۔ شعر و شاعری کے تذکرے بھی رہتے۔ لطائف بھی خوب ہوتے قاضی صاحب کا کمال یہ تھا کہ ان سب باتوں کے باوجود دفتری نظام میں اک ذرہ خلل نہ ہوتا۔ سکون سے تمام کام وقت کے اندر ہو جاتے۔ سوائے اس عاجز کے دیگر تمام کلرکوں کو علمی، سیاسی۔ ادبی مسائل سے قطعاً سروکار نہ تھا خاکسار نے اس مجلس سے کما حقہٗ فائدہ اٹھایا۔

اس مجلس کے شرکاء عموماً میر محمد اسحٰق صاحب مولوی جلال الدین شمس صاحب۔ مولوی تاج دین صاحب۔ حافظ سلیم احمد صاحب۔ مولوی عبدالمنان عمر صاحب۔ مولوی محمد یعقوب صاحب۔ مولوی عبدالغفور صاحب۔ مولوی علی محمد صاحب اجمیری۔ اور مولوی عبدالاحد صاحب ہزاروی ہوتے تھے۔ ایک طرح سے یہ شہر کا ادبی۔ سیاسی۔ ثقافتی سنٹر تھا۔ کوئی علم و ادب کا شوقین اس مجلس سے علیحدہ نہیں رہ سکتا تھا۔

قاضی صاحب حساب کتاب کے بڑے صاف تھے اور پوری احتیاط برتتے تھے باوجودیکہ آپ کے ماتحت الفضل۔ مصباح۔ سن رائز (ہفتہ وار) ریویو انگریزی۔ ریویو اُردو اور احمدیہ گزٹ تھا۔ تمام کام مشین کی طرح وقت پر سرانجام پاتے۔ مثلاً الفضل میں تین کلرک تھے۔ خواجہ عبدالرحمن صاحب کشمیری۔ منشی امیر محمد صاحب ساکن کھارہ۔ اکاؤنٹنٹ اور مرزا عبدالعزیز چیف کلرک۔ مصباح اور ریویو اُردو مرزا عبدالحمید کے پاس تھے اور میرے پاس ریویو آف ریلیجنز انگلش اور ہفتہ وار سن رائز مع تمام انگریزی خط و کتابت۔ پہلے دن مجھے قاضی صاحب نے چند منٹ میں اس طرح کام سمجھا دیا کہ پھر میں ریل کی طرح چلتا رہا۔ (یعنی اس کام کو بخوبی سرانجام دیتا رہا)۔

قاضی صاحب کا گھر چونکہ دفتر سے ملحق تھا وہ عموماً دفتر سے چند منٹ قبل پہلے آکر خود صفائی وغیرہ کا معائنہ کرتے۔ ہمیشہ ایک بڑے تخت پر لیٹے رہتے۔ اُس تخت پر موٹے موٹے گدّے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوتے اور ایک بڑا سا گاؤ تکیہ تخت کے ایک سرے پر پڑا ہوتا تھا اُس کے سہارے قاضی صاحب لیٹے ہوئے تمام دفاتر کا کام بھی دیکھتے لوگوں سے باتیں بھی کرتے۔ مشورے بھی دیتے۔ علمی مضامین خود لکھتے اور دوسروں کو اصلاح دیتے۔ میں نے تو اکثر ان کو بیمار ہی دیکھا۔ کبھی سر درد، کبھی کمر میں درد۔ کبھی اعضاء شکنی۔ ایک دن باہر آئے تو پیشانی پر کچھ دوائی لگی تھی۔ میرے دریافت کرنے پر کہنے لگے کہ رات بھر نیند نہیں آئی۔ اعصابی درد رہا۔ اب دار چینی لگائی ہے شاید کچھ آرام آجائے۔ اتنے میں ان کے دوست محمد امین خاں (مبلغ بخارا) آگئے۔ اُن کو دیکھ کر ہنسے اور کہا خانصاحب رات بھر نیند تو نہیں آئی مگر تمہارے متعلق ایک شعر ہو گیا ہے۔ میری طرف دیکھا اور یہ شعر پڑھا ؎

جو قادیان سے چل کر پہنچ گیا باکو[1]
یہی یہی ہے محمد امین خاں ڈاکو

اس پر سارے ہی بے اختیار ہنسنے لگے۔

قاضی صاحب کی عادات بہت سادہ تھیں۔ علاوہ دفتری فرائض کے مرزا عبدالحمید مرحوم کا یہ بھی کام تھا کہ گھر کا سودا سلف لا دینا۔ دوپہر کو عموماً دال پکتی تھی کیونکہ جب دال بگھاری جاتی تو خالص گھی کی خوشبو دفتر تک پہنچتی تھی۔ شام کو عموماً گوشت اور سبزی۔ لباس گرمیوں میں سلوار قمیص اور سر پہ رومی ٹوپی۔ سردیوں میں صدری کے علاوہ گرم کوٹ اور پشمینے کی چادر جس سے پاؤں ڈھانپ کر لیٹے رہتے۔

قاضی صاحب وقت کے سختی سے پابند تھے۔ اس پر خود بھی عمل کرتے اور دوسروں سے بھی توقع رکھتے۔ کبھی یہ نہ ہوا کہ چار بج جائیں اور ہم دفتر کا کام کر رہے ہوں۔ اس زمانہ میں چار گھڑیاں پابندیٔ وقت کے لئے بہت مشہور تھیں۔ ماسٹر عبدالرؤف صاحب بھیروی کی گھڑی۔ بھائی غلام قادر صاحب سیالکوٹی اور ان کے برادر اصغر منشی محمد اسمٰعیل صاحب اور چوتھے قاضی صاحب کی گھڑی۔ اُس زمانہ میں ہندوستان کا معیاری ٹائم مدراس ٹائم کہلاتا تھا۔ ۴ بجنے سے آدھ منٹ قبل ہر تار گھر میں مدراس سے ٹائم نشر ہوتا تھا عموماً گھڑی مجھے دیکر بھجواتے کہ مدراس ٹائم سے مطابق کرلاؤں۔

قاضی صاحب کا خط نہایت ہی پاکیزہ تھا بڑی سرعت سے لکھا کرتے تھے۔ خط کا اصول یہ ہے کہ اُس میں سرعت ہو۔ پھر وہ پڑھا جا سکے اور تیسرے حروف میں تناسب اور خوبصورتی ہو۔ قاضی صاحب کے خط میں یہ باتیں بدرجہ اتم موجود تھیں۔ مجھے ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ تم میں اور مجھ میں ایک قدر مشترک ہے کہ تم بھی بہت تیز لکھتے اور خط بھی خوبصورت ہوتا ہے۔

---

[1] بحیرہ کیسپین کے کنارے باکو تیل اور مچھلی کی تجارت کیلئے مشہور بندرگاہ ہے۔ محمد امین خانصاحب اسی طرف گئے تھے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حیرانی ہوتی ہے کہ ایسا دُبلا پتلا نحیف جسم کا انسان جس کی کوئی نہ کوئی چُول ہمیشہ ڈھیلی رہتی تھی۔ باوجود اپنی تمام بیماریوں، نقاہتوں اور مضمحل فیتوں کے خوب زندہ دل تھا۔

علاوہ دفاتر کے ضیاء الاسلام پریس کی نگرانی بھی قاضی صاحب کے سپرد تھی۔ متعدد کاتب رسائل اور اخبار وغیرہ لکھتے۔ اُن کے پروف نکلوا کر پڑھتے۔ اُن کی اجرتوں کا حساب رکھنا۔ مشینوں کے پُرزوں سے خوف واقفیت تھی۔ پریس کی مشین خراب ہو جاتی تو خود سر پہ جا کر کھڑے ہو جاتے اور جب تک مناسب درستی نہ ہو جاتی وہاں سے نہ ٹلتے۔

میں نے لمبے عرصہ تک دفتر میں کام کیا آخر میں صدر انجمن احمدیہ نے اعتراض کر دیا کہ یہ میٹرک پاس نہیں ہے لہٰذا اس کو فارغ کر دیا جائے اور دو ماہ کی تنخواہ بھی روک لی جو ۶۰/- روپے تھی۔ قاضی صاحب نے مجھ سے چارج لے لیا اور کہا تم فکر نہ کرو تمہیں تنخواہ گھر بیٹھے آئے گی۔

کچھ دنوں بعد مجھے راستے میں مل گئے اور ہدایت فرمائی کہ اب حضرت خلیفۃ ثانیؓ کو لکھ دو۔ میں نے اُسی وقت دو چار سطور میں لکھ دیا کہ میری اُجرت مجھے نہیں ملی اور یہ خط دفتر ڈاک کے بکس میں ڈال کر خود مولوی احمد خاں نسیم صاحب کے ہمراہ قادیان سے قریبی نہر پہ بیر کھانے چلا گیا۔ شام کے قریب واپس آیا تو آگے مرحوم قاضی عبدالرحمٰن صاحب مل گئے اور ناراضگی سے کہنے لگے تم کہاں غائب ہو گئے تھے؟ تم نے مصیبت میں ڈال دیا ہے حضورؓ نے حکم دیا ہے کہ آج دفتر بند نہ ہوں جب تک اس کی اُجرت ادا نہ ہو جائے۔ لو ۶۰/- روپے اور رسید لکھ دو۔ اگلے دن میں نے یہ بات قاضی صاحب سے جا کر کہہ دی۔ بڑے خوش ہوئے۔

تقسیم ملک کے بعد قاضی صاحب اپنے چھوٹے بیٹے عبدالرحیم صاحب شبلی کے پاس ۱۷ اردو بازار عقب انارکلی میں عرصہ تک مقیم رہے۔ پھر ربوہ آ گئے۔ یہاں پر پرانے احباب اکثر قاضی صاحب کی خدمت میں جا کر بیٹھتے۔ اُن کا جی لگا رہتا تھا۔ کبھی دو تین ماہ کے بعد مرزا عبدالحمید کے ہمراہ بازار اور دفاتر کا چکر لگاتے۔ صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب میں یہ خوبی دیکھی کہ وہ روزانہ قاضی صاحب کے پاس جاتے کچھ دیر باتیں کرتے جس سے اُن کو اطمینان قلب ہو جاتا تھا

قاضی صاحب کی یادگار دو لڑکے قاضی عبدالرحمٰن جنید بی۔ اے اور عبدالرحیم صاحب شبلی ہیں۔ اول الذکر اب تو فوت ہو چکے ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دوسرے زندہ ہیں۔ پاکستان کے مشہور صحافی ہیں مگر جماعت احمدیہ سے کوئی تعلق نہیں ہے ویسے کبھی کبھی عزیزوں سے ملنے آیا کرتے ہیں۔

قاضی صاحب کا کلام نغمہ الکمل کے نام سے طبع ہو چکا ہے۔

یہاں پر قاضی صاحب کی اہلیہ کا ذکر کرنا موزونیت سے خالی نہیں ہے۔ ان کا نام سکینۃ النساء تھا جو قاضی صاحب کے ماموں کی بیٹی تھیں۔ دیہاتی رواج کے مطابق چار سال کی عمر میں ان کی شادی ہو گئی تھی مگر رخصتانہ ۱۹۰۷ء میں ہوا۔ ساس کے لئے چکی پیسنا، والد اور خسر سے تعلیم حاصل کرنا۔ کنوئیں سے پانی بھر کر لانا۔ کھیتوں سے ساگ پات لانا۔ مویشیوں کے لئے چارہ لانا کام تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ لاہور کے زنانہ رسالہ تہذیب النسواں میں مضامین بھی شائع کرواتیں۔ اس کے علاوہ عصمت دہلی اور البدر اور الحکم قادیان میں بھی کبھی کبھی لکھتی تھیں۔

قادیان آکر عورتوں کو جمع کر کے انکی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ دی۔ ایک برائے نام سا سکول بھی جاری کیا۔ حضرت خلیفۃ اول رضؓ نے فرمایا "تم سکول سنبھالو"۔ عذر کیا کہ مجھے ریاضی نہیں آتی۔ حضرت نے فرمایا کہ "آپ چار سے لیں۔ خدا سب کام کر دے گا"۔ محلوں میں جا کر مستورات کو وعظ و نصیحت و تلقین کرتی رہیں اور کم از کم ۴۰ برس تک علاوہ اپنے گھریلو مشاغل کے پوری تندہی سے کام کیا۔ بہت خوشخط تھیں۔ امۃ الحئی لائبریری کی بنیاد رکھی صاحبزادی مبارکہ بیگم صاحبہؓ کی ہم سبق تھیں اور صاحبزادی امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کو تو خود پڑھایا تھا۔ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الثالث) کو بھی کچھ عرصہ تک پڑھایا۔

۱۹۲۲ء میں قادیان کے زنانہ وارڈ کیلئے تحریک کی جو بعد میں چار کوارٹروں کی شکل میں مکمل ہوا۔

بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہیں۔ قریشی رشید اور ارشد ان کے بھائی تھے۔

نماز

اِنَّ اَوَّلَ مَا یُحَاسَبُ بِہِ الْعَبْدُ الصَّلٰوۃُ

(کنز العمال)

ترجمہ: بندہ سے سب سے پہلے جس چیز کا حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"جو شخص نماز چھوڑتا ہے میں اس کو یقین دلاتا ہوں کہ اس کو کبھی ایمان کی موت نصیب نہ ہو گی۔ موت سے پہلے ضرور کوئی ایسا حادثہ اسے پیش آجائیگا کہ جسکی وجہ سے وہ ایمان سے محروم ہو جائے گا اور اصطلاح دہ بے ایمان ہو کر مریگا"۔

(الفضل ۲۸ ستمبر ۱۹۲۳ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بچپن کے سفر

مکرم محمود مجیب اصغر صاحب - لاہور

ہمارے پیارے نبیؐ یتیمی کی حالت میں ۲۷ اگست ۵۷۰ء میں پیر کے روز مکہ میں قریش کے ایک نہایت معزز قبیلہ بنو ہاشم میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد حضرت عبداللہ نجیب الطرفین خدا پرست اور نہایت بلند اخلاق کے مالک تھے۔ تجارت اُن کا پیشہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے چند ماہ پہلے وہ کسی تجارتی سفر پر روانہ ہوئے اور مدینہ میں وفات پاگئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ حضرت آمنہ بنت وہب مدینہ کے ایک معزز قبیلہ بنو زُہرہ کی ایک نہایت نیک خاتون تھیں۔ اور بت پرستی کے ماحول کے باوجود خدا پرستی کا جذبہ رکھتی تھیں۔

اُس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا حضرت عبدالمطلب بن ہاشم خانہ کعبہ کے متولی تھے۔ حضرت عبدالمطلب نہایت شریف۔ باوقار اور بلند اخلاق کے مالک تھے۔ وہ دینِ حنیف پر قائم تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بچپن کا پہلا مبارک سفر آپ کے گھر سے خانہ کعبہ تک کا تھا جو آپؐ کی پیدائش کے پہلے ہی روز آپ نے اپنے دادا کے ساتھ کیا۔ جہاں آپ کے دادا نے آپؐ کے بلند اقبال اور درازیٔ عمر کے لئے دعائیں کیں۔ اس مبارک سفر میں یہ اشارہ تھا کہ آپ کے ذریعہ خانہ کعبہ ساری دنیا کی توجہ کا مرکز بن جائے گا اور وہیں سے اسلام کا سورج طلوع ہوگا۔ جس کی نورانی کرنیں ساری دُنیا میں پھیل جائیں گی۔

بچپن کا دوسرا مبارک سفر آپؐ نے اپنی رضائی ماں حضرت حلیمہ سعدیہؓ کے ساتھ اُن کے صحرائی گھر کی طرف کیا جو مکہ سے طائف کی طرف ایک وادی میں تھا۔ جہاں آپ چار سال کی عمر تک پرورش پاتے رہے اور جہاں آپ کی فطری استعدادوں۔ فصاحت و بلاغت اور شجاعت و جوانمردی نے نشوونما پائی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چھ سال کی عمر میں آپ نے اپنی والدہ کے ساتھ یثرب (مدینہ) کا سفر کیا۔ یثرب میں قیام کے دوران آپ کئی مرتبہ اپنی والدہ کے ہمراہ اپنے والد کی قبر پر بھی گئے۔ ایک ماہ بعد واپسی پر ابواء کے مقام پر آپ کی والدہ ماجدہ وفات پاگئیں۔ آپ صبر و رضا کا مجسمہ بن کر قافلے کے ساتھ مکہ پہنچے اور اپنے دادا کی آغوش محبت میں آگئے۔

سات سال کی عمر میں آپ کو آشوب چشم ہوگیا۔ مکہ سے دس میل دور طائف اور نخلہ کے درمیان عکاظ کے پاس ایک راہب رہتا تھا وہ علاج چشم کے لئے مشہور تھا۔ حضرت عبدالمطلب آپ کو اس راہب کے پاس لے گئے۔ راہب نے دیکھتے ہی پہچان لیا کہ یہ وہی لڑکا ہے جس کے بارے میں حضرت سلیمانؑ نے "محمدیم" کی پیشگوئی کی تھی۔ (بحوالہ سیرت پاک ادارہ مطبوعات پاکستان کراچی سنہ ۱۹۶۶ء)

ابھی آپ آٹھ سال کے ہی ہوئے تھے کہ آپ کے شفیق دادا بھی فوت ہوگئے۔ دیکھنے والوں نے اس معصوم بچے کو چشم پُرآب اپنے دادا کے جنازے کے ساتھ جاتے ہوئے دیکھا۔

دادا کی وفات کے بعد آپ اپنے چچا ابوطالب کے پاس رہنے لگے۔ آپ بچپن سے نہایت پاکیزہ عادات کے مالک تھے۔ آپ کو اپنے وطن سے بھی پیار تھا۔ ایک مرتبہ مکہ میں سخت قحط پڑا آپ نے اپنے چچا کی درخواست پر مکہ کے بعض لوگوں کو ساتھ لے کر ایک جنگل کا سفر کیا اور وہاں باران رحمت کیلئے دعا کروائی جس کے نتیجہ میں اتنی بارش ہوئی۔ کہ قحط کی ساری تکلیف دور ہوگئی۔

بارہ سال کی عمر میں آپ نے اپنے چچا کے ہمراہ شام کا طویل سفر کیا۔ جنوبی شام میں بصریٰ کے مقام پر ایک عیسائی راہب بحیرا نے آپ کو دیکھ کر آپ کے نبی موعود ہونے کی پیشگوئی کی۔

ذرا بڑے ہو کر آپ نے اجرت پر بعض لوگوں کی بکریاں چرائیں اور اس طرح مکہ کے گرد و نواح میں چھوٹے موٹے سفر کئے اور مشاہدات قدرت سے لطف اندوز ہوتے رہے۔

پندرہ سال کی عمر میں آپ نے اپنے چچاؤں کے ہمراہ ایک لڑائی میں شریک ہونے کیلئے عکاظ کا سفر کیا جو قریش اور ایک دوسرے قبیلے کے درمیان ہوئی تھی اور حرب فجار کے نام سے مشہور ہے۔

آپ کے بچپن کے سفروں میں پاکیزگی، پارسائی۔ صبر۔ حوصلہ۔ بزرگوں کا احترام، بڑوں کی اطاعت۔ دعا کی عادت اور شجاعت جیسے اخلاق فاضلہ کا ظہور ہوا۔

اپنے معاہن ایڈیٹر تشحیذ کے نام ارسال کریں اور مالی امور کیلئے مینیجر سے رجوع کریں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بچوں سے حسن سلوک

مہدی علی بشیر الدین قمر۔ دارالرحمت غربی ربوہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس بات کو ناپسند فرماتے تھے کہ بچوں کو سزا دی جائے اور انہیں بات بات پر ٹوکا جائے۔ بلکہ آپؑ نے بچوں سے حسن سلوک اور دعا کی تاکید فرمائی۔ آپؑ فرماتے ہیں:۔

"جس طرح اور جس قدر سزا دینے میں کوشش کی جاتی ہے۔ کاش دعا میں لگ جائیں اور بچوں کیلئے سوزِ دل سے دعا کرنے کو ایک حزب مقرر کرلیں۔ اس لئے کہ والدین کی دعا کو بچوں کے حق میں خاص قبول بخشا گیا ہے۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بچوں سے پیار کرنے والے اور ان کے احساسات و جذبات اور ان کی فطرت کو سمجھنے والے تھے۔ ہر موقع پر بچوں کے ناز و ادا سہے۔ حتیٰ کہ سخت ضد کرنے پر بھی بچے کو نہیں ڈانٹا۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بچے تھے تو آپؓ نے سخت ضد کی کہ "ابا تارے جانا" لیکن آپؑ نے اس بچے کو بالکل نہ ڈانٹا بلکہ دلجوئی فرماتے رہے۔

اسی طرح آپؑ کی محبت، شفقت، پیار حسن سلوک اور دلداری سے جس کا جلوہ بچوں پر بھی پڑا۔ تاریخ احمدیت کے بہت سے اوراق بھرے پڑے ہیں۔

حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کے بارہ میں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو فرمایا کہ:۔

"وہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا"

چنانچہ حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وجود بھی دنیا کے لئے ابر رحمت تھا۔ کیا غریب۔ کیا امیر۔ کیا بوڑھے۔ کیا جوان اور کیا بچے۔ کیا مرد اور کیا عورتیں۔ غرض معاشرے کا ہر فرد آپؓ کے حسن و احسان کے جلوے محسوس کرتا تھا۔ آپ یتیموں اور بیواؤں کے ملجا و ماویٰ تھے۔ نہ اسلام کا امتیاز کرتے اور نہ عیسائیت کا۔ نہ ہندو مت کا نہ سکھ مت کا۔ غرض ہر مذہب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ملت کے افراد نے آپؓ کے چشمۂ فیض سے پانی پیا۔ بچوں اور نوجوانوں کی تعلیم کے لئے وظائف مقرر فرماتے اور مذہب و ملت کا امتیاز نہ رکھتے یہ وظائف تقسیم ہند سے پہلے بھی جاری تھے اور بعد میں بھی جاری رہے۔

حسن و احسان کے اس بحرِ بیکراں کا جو نور تھا اور خدا تعالیٰ نے اسے اپنی رضا کے عطر میں ممسوح کیا تھا اور خدا کا سایہ اس کے سر پہ تھا۔ جس سے قوموں نے برکت پانی تھی۔ اس کا ایک چھینٹا بچوں پہ بھی پڑا جس سے ان بچوں کے جو آج ہمارے سامنے جوانوں اور بوڑھوں کی شکل میں موجود ہیں کے دل منور ہو گئے اور ان کی روح نورِ الٰہی سے معطر ہو گئی۔ جس نے اس نور کو دیکھا۔ وہ انگشت بدنداں ہو گیا اور اس نور کو دیکھتا ہی رہ گیا۔ چنانچہ مکرمہ صالحہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری رحمت علی صاحب مسلم ایم۔ اے سرگودھا فرماتی ہیں:۔

"میں تقریباً چار پانچ برس کی تھی کہ جب مجھے حضرت المصلح الموعودؓ کی خدمت میں بسم اللہ کروانے کے لئے بھیجا گیا۔ میرے ہاتھ میں کچھ نقدی اور قاعدہ یسرنا القرآن تھا حضرت اقدسؓ اس وقت مسجد مبارک سے متصل مکان کے بڑے کمرے میں تشریف فرما تھے جو پاکستان بننے کے وقت سیدہ ام وسیم صاحبہ کی رہائش گاہ تھی۔ حضرت اقدسؓ نے مجھے اپنے پاس بٹھالیا اور اعوذ باللہ سے شروع کروایا۔ حضورؓ نے قاعدہ کے لفظوں یا لفظوں پہ انگلی رکھی ہوئی تھی۔ حضور لفظ بولتے تھے اور میں دہراتی جاتی تھی۔ میری انگلی تو قاعدہ پر تھی مگر میں اس عظیم ہستی کی طرف دیکھے جا رہی تھی۔ جس کے لئے دنیا کی بے شمار قومیں انتظار میں بیٹھی تھیں۔ اس کے بعد حضورؓ نے دعا فرمائی اور میں واپس آگئی۔"

(مجلہ جامعہ شمارہ ۱۲ ص ۱۸۲)

حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بچوں کی تربیت کے لئے ہر قسم کی سہولت فراہم کی اور ان کی دلداری کے لئے ان میں مٹھائی تقسیم فرماتے رہے اور ان سے باتیں کرتے رہے۔ بچوں کی دھکا پیل سے نہ اکتاتے اور نہ ان کو ڈانٹتے۔ بلکہ مزید محبت کا اظہار فرماتے۔

مکرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب انور لکھتے ہیں کہ:۔

"بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے بورڈنگ تحریک جدید قائم کیا گیا تھا اور ماں باپ کے جذبہ ایثار اور اعتماد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی یہ کیفیت تھی کہ بورڈنگ میں ۵، ۶ سال کی عمر کے بچوں کو بھی والدین نے بھجوا دیا کہ حضور کے زیر سایہ ان کی پرورش ہو۔ چنانچہ ایسے چھوٹے بچوں کے لئے "خادم طفلاں" کے نام سے بعض معمر احباب کو کارکن رکھا گیا تھا۔ خود حضور وقتاً فوقتاً بورڈنگ میں تشریف لے جاتے اور اپنے ساتھ مٹھائی یا ٹافیاں وغیرہ بھی لے جاتے اور اپنے ہاتھ سے چھوٹے بچوں کو عطا فرماتے۔ ایک دفعہ جب کہ اطفال نے حضور کے بہت قریب ہو کر جمگھٹا کی کیفیت پیدا کر لی۔ ٹیوٹروں نے بچوں کو کچھ فاصلہ پر رکھنے کی کوشش کی تو فرمایا۔ رہنے دیں ان کو قریب تر آنے دیں۔ اس شفقت کے اعلان پر تو بچوں کا اکٹھ حضور کے قریب ہو گیا۔ حضور مسکراتے ہوئے بچوں سے ان کا تعارف کر کے اپنے ہاتھ سے مٹھائی تقسیم فرماتے رہے۔ جب یہ بچے بڑے ہوئے تو بہتوں نے حضور کی اس محبت کا اظہار کیا اور اپنی اس خوش قسمتی پر ناز کیا۔"

(مجلہ ریاض شمارہ نمبر ۴ ص ۱۲۵)

اسی طرح کا ایک اور واقعہ جس سے آپ کی بچوں سے محبت کا پتہ چلتا ہے۔ مکرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب انور درج فرماتے ہیں کہ:۔

"حضور رضؓ سندھ میں ایک جگہ تشریف لے گئے تو حضورؓ کے کار سے اترتے ہی حضور کے گرد اس گاؤں کے بہت سے غریب بچے اکٹھے ہو گئے۔ حضورؓ نے دریافت فرمایا کہ کچھ ریزگاری ہے اگر ہے تو ان بچوں میں تقسیم کر دی جائے اور ارشاد فرمایا کہ سفر میں ایسی ضروریات کیلئے چھوٹے نوٹ اور ریزگاری ضرور رکھی جایا کرے۔"

دوسرے کا بچہ خواہ وہ کتنا ہی خوبصورت ہو اپنے بدصورت بچے کے سامنے بھی اچھا نہیں لگتا۔ لیکن میرا پیارا آقا تھا کہ جس کے اپنے چاند سے خوبصورت بیٹے تھے اُس نے وہ سرخ و سفید لعل و گوہر ہوتے ہوئے بھی دوسرے بچوں کو بھی اپنا ہی بچہ خیال کیا اور ان سے وہ محبت کی کہ بچے آپ کو حقیقی باپ سے بڑھ کر سمجھنے لگے اور حقیقتاً آپ تھے بھی۔ کیا شان تھی پیارے آقا کی کہ بچوں کے جلو میں بیٹھے انہیں ٹافیاں اور مٹھائیاں تقسیم کر رہے ہیں کاش ہم بھی ان بچوں میں سے ہوتے ؎

ہائے کیونکر صبر ہو گا دل ہے پتھر تو نہیں
ہم کو تڑپاتا رہے گا یہ نظارہ دیکھئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپؓ نے اپنی شبانہ روز دعاؤں میں سے بھی بچوں کو حصّہ دیا اور بہت سے بیمار بچے صحتمند ہو گئے اور بہت سے قریب المرگ بچے جنہیں لاعلاج قرار دے دیا گیا تھا۔ آپ کی دعا اور توجہ سے صحت یاب ہوئے اور لمبی عمریں بھی پائیں۔ میاں روشن دین صاحب صراف آف ادکاڑہ کا بیان ہے کہ :۔

"۱۹۲۷ء کا واقعہ ہے کہ میرا لڑکا ضیاء الدین احمد ٹائیفائیڈ سے بیمار ہو گیا اور میں اسے لیکر قادیان چلا گیا۔ یہ وہ دن تھے جب حضورؓ نے سورۃ یونس سے سورۃ کہف تک درس دیا تھا۔ حضورؓ نے فرمایا کہ دعا کے لئے یاددہانی کرواتے رہنا۔ کئی ڈاکٹر صاحبان بھی درس کی وجہ سے آئے ہوئے تھے۔ مثلاً ڈاکٹر حاجی خانصاحب۔ ڈاکٹر سیّد عبدالستار شاہ صاحب۔ ڈاکٹر عنایت اللہ صاحب اور ڈاکٹر محمد الدین صاحب۔ یہ سب علاج بھی کرتے رہے آخر سب نے مشورہ دیا کہ اسے لاہور لے جائیں حضور کی خدمت میں ڈاکٹروں کا مشورہ رکھا گیا۔ چنانچہ آپؓ نے فرمایا کہ مجھے لاکر دکھا دیں۔ چنانچہ میں بچہ اٹھا کر لے گیا تو حضور نے دعا فرماتے ہوئے اجازت دی کہ لے جاویں اور فرمایا کہ میں دعا کرتا رہوں گا۔ وہاں لے جانے پر میو ہسپتال کے سول سرجن نے مایوس ہو کر کہدیا کہ یہ لڑکا نہیں بچے گا اسے واپس لے جاؤ۔ چنانچہ بچہ کو واپس لے آئے اللہ تعالےٰ نے حضرت مصلح موعودؓ کی دعاؤں سے یہ کرشمہ دکھایا کہ پیٹ میں جو غدودیں پیپ سے بھر گئی تھیں ان کی پیپ ناف کے ذریعہ خارج ہوتی گئی۔ اور لڑکا خدا کے فضل سے صحت یاب ہو گیا۔"

(مجلّہ جامعہ شمارہ نمبر ۱۲ صفحہ ۱۸۱-۱۸۲)

آپ نہ صرف دعا فرماتے بلکہ دوا کا بھی انتظام فرماتے۔ چنانچہ مکرم مخدوم محمد ایوب خانصاحب بی۔ اے (علیگ) آف میانی بیان فرماتے ہیں کہ :۔

"مسجد مبارک ربوہ میں ایک روز ظہر کی نماز حضور پُرنور کے پیچھے ادا کی۔ نماز کے بعد جب حضور تشریف لے جانے لگے تو میں نے اپنے لڑکے عزیزم مخدوم محمد اجمل کی صحت کے لئے دعا کی درخواست کی حضور پُرنور ازراہ شفقت ٹھہر گئے اور فرمانے لگے۔ صرف دعا کے لئے ہی نہ کہا کریں ان کو دوائی مرکب اسفنتین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

استعمال کرائیں"

(مجلّہ جامعہ۔ شمارہ نمبر ۱۴ صفحہ ۱۷۵)

اور جب وہ بہنوں کی شفا کا موجب بر کتوں اور رحمتوں والا وجود اس دُنیائے فانی سے رخصت ہوا تو دل پُر درد سے یہ صدا نکلی کہ ؎

کس طرح زندہ رہوں تو ہی بتا تیرے بغیر
اے مسیحا مر رہا ہوں بے دوا تیرے بغیر

یتیم بچوں کے باپ کی حیثیت سے حضرت فضل عمر رضی اللہ عنہ کا نمونہ آپ کی شفقت اور آپ کی محبّت عدیم المثال ہے۔ کس طرح سے آپ نے دلداری فرمائی کہ بچوں کو محسوس تک نہ ہونے دیا کہ ان کا باپ ان سے جُدا ہو گیا ہے۔

خلیفہ صباح الدین صاحب مربی سلسلہ عالیہ احمدیّہ فرماتے ہیں کہ :۔

"محترم دادا جان حضرت خلیفہ رشید الدین صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت محترم والد صاحب خلیفہ صلاح الدین صاحب مرحوم اور آپ کے دوسرے بہن بھائی عمر میں بہت چھوٹے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ نے بالکل اپنے بچوں کی طرح سب کا خیال رکھا۔ ان کی نگرانی فرمائی اور تعلیم کے بارے میں ہر سہولت مہیّا فرمائی"

(مجلّہ جامعہ شمارہ نمبر ۱۴ صفحہ ۱۸۳)

اِسی طرح آپ کا بیان ہے کہ :۔

"ہم سب بہن بھائیوں سے حضور رضؓ کا سلوک بچوں کا سا رہا خاص طور پر خاکسار کو حضور نے اپنا بیٹا بنایا ہوا تھا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ والد صاحب مرحوم و مغفور کو آپ نے تحریری طور پر فرمایا کہ تمہارے اس لڑکے کو میں لیتا ہوں"۔

(مجلّہ جامعہ شمارہ نمبر ۱۴ صفحہ ۱۸۴)

یہ حسن و احسان اور پیار و محبّت ہر کس و ناکس پر ایک ہی طرح تھا۔ آپ نے بچوں سے اتنا پیار کیا کہ بچے بھی آپ رضؓ سے پیار کرنے لگے۔ غیر احمدی بچے بھی آپ رضؓ کے گن گایا کرتے تھے۔ سوانح فضل عمر کے صفحہ ۳۲ میں ایک واقعہ درج ہے جو یہاں درج کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ :۔

"اللہ رکھی جو قادیان کی ایک پرانی معروف دایا اور فضل دین قصاب کی بیوہ ہے اس کا خاندان احمدی تو نہیں تھا لیکن حضرت صاحب کا پرانا خدمت گذار ضرور تھا۔ اللہ رکھی اپنے بچپن کا یہ واقعہ بیان کرتی ہیں :۔

"جب حضور سیر کے بعد گھوڑی پر سوار ہو کر گھر آیا کرتے تھے تو ہم باوجود اس کے کہ غیر احمدی بچیاں تھیں۔ باہم مل کر ایک دوسرے کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہاتھ پکڑ کر کھڑی ہو جاتی تھیں اور آپ سے کہتی تھیں:۔

"میاں محمود دی گھوڑی نوں پچھے
میاں دی گھوڑی نوں اللہ رکھے
گھوڑی دے دم دا اک بال دے دے"

حضور مسکرا کر فرماتے کہ تم بال لے کر کیا کرو گی؟ ہم کہتیں کہ ہم بھڑیں پکڑیں گی اور جہاز بنا کر اڑائیں گی حضور فرماتے کہ اس گھوڑی کو تکلیف ہو گی وہ روئے گی، پیٹے گی۔ خون نکلے گا۔ لاؤ میں تمہیں خود اپنے ہاتھ سے بھڑ پکڑ دیتا ہوں۔ ایک دفعہ حضور نے گھوڑی سے اتر کر ہمارے گھر کے سامنے دھریک کے درخت کے ساتھ باندھ دی اور اپنے ہاتھ سے آہستہ سے بھڑ دی کے چھتے سے ایک دو بھڑ پکڑ لئے اور ہمیں کہا یہ لو بھڑیں۔ ایسا واقعہ کئی مرتبہ ہوا۔"

غرض ؎

ہمیں ان سے محبت اور انکو ہم سے تھی الفت
ہم ان کے وہ ہمارے تھے خلیفۃ المسیح الثانیؓ
میرے آقا، مرے ہمدم مرے محسن، مرے مرشد
مرے دل کے سہارے تھے خلیفۃ المسیح الثانیؓ

اس قدر پیار و محبت کہ دل کی دھڑکنیں ان کو تشکر کا نذرانہ پیش کرتی ہیں۔ حالانکہ ہم نے ان کو دیکھا بھی نہیں۔ تو وہ جنہوں نے ان کے فیض و نور سے حصہ لیا اور آپؓ کی محبت کے زیر سایہ پلے وہ کس قدر خوش نصیب ہیں اور ان کی جدائی کا غم انہیں کس طرح کھائے جاتا ہو گا۔

حضرت فضل عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اوصاف کریمانہ سے متصف تھے آپ کے حسن سلوک کی داستان بہت طویل ہے جس کو سن کر دل میں تڑپ اٹھتی ہے کہ خدایا ہمیں بھی ان کے فیض سے ایک قطرہ عطا فرما۔ رشک آتا ہے ایسے وجود پر جس نے آپؓ کے قرب میں چند لمحات بھی گزارے اور کس قدر خوش نصیب ہے وہ بچہ جس کو حضورؓ نے چوم لیا اور شرف انسانیت اور حسن تربیت کی ایک زندہ مثال قائم کی۔ چنانچہ محترمہ بیگم صاحبہ حضرت سید میر داؤد احمد صاحبؓ سابق پرنسپل جامعہ احمدیہ فرماتی ہیں کہ:۔

"۱۹۵۷ء کی بات ہے حضرت ابا جان (سیدنا مصلح موعودؓ) نخلہ میں مقیم تھے۔ ہم لوگ بھی وہیں تھے میرا بچہ سید قمر سلیمان احمد جسے پیار سے بچی کہتے ہیں جس کی عمر اس وقت تین سال تھی باہر بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ تھوڑی دیر میں بچوں کا شور بلند ہوا اور بچی روتا ہوا اندر داخل ہوا اور بچوں کی ایک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قطار اس کا مذاق اڑاتے ہوئے
اس کے پیچھے پیچھے داخل ہوئی
حضور صحن میں زمین پر تشریف فرما
تھے۔ حضور نے دریافت کیا کہ کیا
بات ہے۔ معلوم ہوا کہ بیت الخلاء
کی صفائی کرنیوالے خاکروب نے
جسکا نام صادق مسیح تھا بچی کے
گھٹنے میں بازو ڈال کر اس کا کلا
چوما تھا۔ اس پر بچوں نے اپنی
معصومیت کے ساتھ بچی کو چھیڑنا
اور چڑانا شروع کر دیا۔
حضرت ابا جان رضؓ نے یہ دیکھکر بچی
کو اپنے قریب بلایا اور اس سے
پوچھا کہ تمہیں خاکروب نے کس جگہ پیار
کیا تھا۔ اس نے اپنے گال پر انگلی
رکھکر بتایا کہ اس جگہ پیار کیا تھا
حضور نے بچی کو اپنے ساتھ چمٹا کر
عین اسی جگہ اس کو چوما اور فرمایا
بس اب چپ کر جاؤ۔ میں نے تمہیں
پیار کر لیا ہے اور بچے جو بچی کو
چھیڑ رہے تھے حیران ہو کر خاموش
ہو گئے۔"

(مجلہ جامعہ۔ شمارہ نمبر ۱ ص ۱۲۵)

حضرت فضل عمر رضی اللہ عنہ بے پایاں
محبت کرنیوالے تھے بڑے ہو کر بھی آپؓ نے
بچوں سے محبت اور پیار کا سلوک نہیں کیا بلکہ
بچپن سے ہی آپ کے دل میں بچوں کے بارے
میں پیار اور شفقت کا جذبہ موجزن تھا۔
حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ
عنہا نے فرمایا کہ:۔
"آپ ہم بچوں سے بہت پیار
کرنیوالے بیحد خیال رکھنے والے
تھے۔ مجھے تو خاص طور پر بہت محبت
کی بہت ناز اٹھائے۔ کبھی خفا ہونا
یاد میں نہیں۔۔۔۔ بچپن میں تو
غلطیاں بھی ہوتی ہیں۔ کبھی بڑے
بھائی بہنوں کو گھرک جھڑک بھی
لیتے ہوں گے مگر یہاں تو محض پیار
اور ناز برداری ہی تھی۔ ایک دفعہ
بھی ٹیڑھی نظر سے نہ دیکھا۔ میرا بھی
یہ حال کہ ہر بات پر شکایت ابا یا
بڑے بھائی سے کرتی۔"

(سوانح فضل عمر)

ان واقعات کی روشنی میں یہ حقیقت واضح
ہوتی ہے کہ جن بچوں نے آپؓ کو دیکھا۔ آپؓ کی
محبت کا مینہ برسے۔ آپؓ کے ساتھ کلام کرنے کا موقع
ملا اور آپؓ کے احسانات سے حصہ پایا۔ ان کے
دل سے آپؓ کی محبت یاد تو نہیں ہو سکتی۔ وہ ذہنوں
کے کہ بچپن میں ہی آپ کے حسن سلوک کو فراموش
نہیں کر سکتے۔ لیکن ہم اطفال جنہوں نے صرف آپؓ کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تصویر دیکھی اور لوگوں کو آپ کے گن گاتے سنا۔ ہمارے وہم و گمان سے وہ ہستی برتر معلوم ہوتی ہے کہ جس کی شان میں خدا تعالیٰ نے خود فرمایا:۔

کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ

گویا کہ خدا تعالیٰ آسمان سے نیچے اتر آیا

آج بھی جب ہم محبت و شفقت کے پیکر کی تصویر دیکھتے ہیں تو آنکھیں جھک جاتی ہیں اور اسی طرح معلوم ہوتا ہے کہ آپ ہم سے محبت کی باتیں کریں گے۔ ایک دلآویز محبت آپ کے چہرے پر عیاں ہے جس کو ہر شخص ملاحظہ کر سکتا ہے۔ گویا ؎

ہر روح تیری تا بہ ابد زندہ دلوں میں
گو جسم تیرا خاک کے پردے میں نہاں ہے

پس۔ آخر میں خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں پیارے آقا کے نقش قدم پر چلا اور انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ ہمیں اور ہمارے ہر دوست اور عزیز کو ان کے مشن کی کامیابی کے لئے کام کرنے کی توفیق دے۔ آمین

اور ہم اس جذبہ اور شوق سے اسلام کا پرچار کرنے لے ہوں کہ
محمود کے چھوڑیں گے ہم حق کو آشکار
رتبے زمین کو خواہ ہلانا پڑے ہمیں

وقفِ جدید کا سال نو مبارک ہو

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۵ جنوری ۱۹۷۹ء کو اپنے خطبہ جمعہ میں وقفِ جدید کے سالِ نو کا اعلان فرمایا ہے۔ آپ کی التجا ہے کہ جلد از جلد وقفِ جدید کے مالی جہاد میں شامل ہو کر قربانی میں سبقت لے جانے کی کوشش فرمائیں۔

تمام ممبران کرام اور ناظمین اطفال سے

درخواست ہے کہ اس بات کا اہتمام فرمائیں کہ ان کی مجلس کے تمام اطفال و ناصرات (دفتر اطفال) میں شریک ہوں۔ نئے سال کے لئے دعا جات لے کر فہرستوں کی ایک نقل دفتر اطفال مرکزیہ میں اور ایک دفتر وقفِ جدید مرکزیہ میں بھجوا دیں۔ فہرستوں میں بچوں کے نام مع ولدیت درج ہونے چاہئیں۔

امید ہے کہ جملہ ممبران کرام و ناظمین اطفال اس سلسلہ میں فوری کوشش فرما کر اپنی سعی سے مرکز کو جلد مطلع فرمائیں گے۔ خدا آپ کے ساتھ ہو۔

سیکرٹری وقفِ جدید۔ اطفال الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ذاتی امتحان

کیا آپ ایک کامیاب طالب علم ہیں؟

اس امتحان میں ہر "ہاں" کے جواب کے لئے ۵ نمبر اور ہر "نہیں" کے جواب کے لئے صفر نمبر شمار کیجئے۔ مندرجہ ذیل ترتیب کے مطابق اپنا درجہ دیکھئے:۔

(ا)	۷۵ سے ۱۰۰	نمبر تک	: بہترین طالب علم
(ب)	۶۰ " ۷۵	"	: بہتر طالب علم
(ج)	۴۵ " ۶۰	"	: اچھا طالب علم
(د)	صفر " ۴۵	"	: قابل اصلاح طالب علم

(۱) کیا آپ روزانہ مقررہ وقت پر کمرہ جماعت میں حاضر ہوتے ہیں؟ ہاں - نہیں

(۲) کیا آپ اسکول کا کام باقاعدگی سے کرتے ہیں؟ ہاں - نہیں

(۳) کیا آپ کی کتابیں اور کاپیاں درست حالت میں ہوتی ہیں؟ ہاں - نہیں

(۴) کیا آپ کے پاس قلم - پنسل - ربڑ اور دیگر ضروری تعلیمی سامان موجود ہوتا ہے؟ ہاں - نہیں

(۵) کیا ہم جماعتوں سے آپ کے تعلقات اچھے ہیں؟ ہاں - نہیں

(۶) کیا آپ فیس اور دیگر واجبات وقت پر ادا کرتے ہیں؟ ہاں - نہیں

(۷) کیا آپ استاد صاحب کی مصروفیت کے وقت یا خالی گھنٹی میں تعلیمی کام جاری رکھتے ہیں؟ ہاں - نہیں

(۸) کیا آپ امتحانات میں ناجائز ذرائع استعمال کو برا سمجھتے ہیں؟ ہاں - نہیں

(۹) کیا آپ استاد صاحب کی توجہ حاصل کرنے کیلئے ہم سبقوں کی چغلیاں کھانے کو ناپسند کرتے ہیں؟ ہاں - نہیں

(۱۰) کیا آپ اسکول کے دوران فراہمی کو برا سمجھتے ہیں؟ ہاں - نہیں

(۱۱) کیا اساتذہ صاحبان آپ کے تحریری کام کو سراہتے ہیں؟ ہاں - نہیں

(۱۲) کیا آپ صاف ستھرا لباس پہنتے ہیں؟ ہاں - نہیں

(۱۳) کیا تعلیمی کام میں آپ استاد صاحب یا ذہین دوستوں سے مدد طلب کرتے ہیں؟ ہاں - نہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۱۴) کیا آپ اسکول کی اضافی نصابی سرگرمیوں میں حصّہ لیتے ہیں؟ ہاں - نہیں

(۱۵) کیا آپ کھلاڑی - سکاؤٹ - مقرّر یا کوئی عہدیدار ہیں؟ ہاں - نہیں

(۱۶) کیا آپ اپنی تعلیمی رپورٹ اپنے والد صاحب / سرپرست کو دکھاتے ہیں؟ ہاں - نہیں

(۱۷) کیا آپ چھٹی حاصل کرنے کے لئے بہانہ سازی کو بُرا سمجھتے ہیں؟ ہاں - نہیں

(۱۸) کیا دوسرے طلباء کی اشیاء چوری کرنا آپ کو ناپسند ہے؟ ہاں - نہیں

(۱۹) کیا آپ اپنی اشیاء چور طلباء سے بچا کر رکھ سکتے ہیں؟ ہاں نہیں

(۲۰) کیا آپ اسکول کے عام قواعد و ضوابط کی پابندی کرتے ہیں؟ ہاں - نہیں

نیکیاں پھیلاؤ خوشبو کی طرح

عبدالکریم قدسی، شاہدرہ لاہور

مُسکرا کر گفتگو کرتے رہو ❊ روشنی سی چار سُو کرتے رہو

عِلم کے موتی جہاں سے بھی ملیں ❊ تم انہیں کی جُستجو کرتے رہو

نیکیاں پھیلاؤ خوشبو کی طرح ❊ تم معطّر کُو بکُو کرتے رہو

ہیں اگرچہ شہر کے ہنگامے بہت ❊ خیر کی تُم آرزو کرتے رہو

دن چڑھے تک لوگ سوتے ہیں تو کیا ❊ تم شبِ نم سے وضو کرتے رہو

صحبتِ بد سے ہے تنہائی بھلی ❊ ایسی شُہرت سے ہے رُسوائی بھلی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ریموٹ کنٹرول

مرسلہ: شیخ کلیم اللہ لجپت روڈ حیدرآباد

جب ریڈیو کے ساتھ جان لوئی بیئرڈ نے ۱۹۲۶ء میں ٹیلی ویژن ایجاد کیا تو اس کی اہمیت گھٹ گئی۔ جب پاکستان میں شروع شروع میں ٹیلی ویژن کی نشریات کا آغاز ہوا تو ٹیلی ویژن کی اتنی اہمیت نہ تھی کیونکہ اس کی قیمت بہت زیادہ تھی۔

اہمیت نہ ہونے کی دوسری وجہ یہ تھی کہ صرف وہ ٹی۔ وی سیٹ رکھنے والے حضرات جو ٹی۔ وی اسٹیشن کے قریب رہتے ہیں یا اس شہر میں رہتے ہیں جہاں ٹی۔ وی اسٹیشن ہو صاف تصویر اور واضح آواز کے ساتھ دیکھ سکتے تھے۔ لیکن جو حضرات ٹی۔ وی اسٹیشن سے دور دراز علاقوں میں رہتے تھے وہ صاف تصویر اور واضح آواز سننے کے حق سے محروم تھے۔ کیونکہ اس وقت صرف ایک ہی ٹی۔ وی اسٹیشن کام کر رہا تھا۔ اس لئے لوگ ٹی۔ وی سیٹ نہیں خریدتے تھے۔ لیکن اب مائیکرو ویو نظام کے تحت بوسٹروں کے لگانے کی وجہ سے تصویر صاف اور ساتھ ہی آواز کی ہم آہنگی کے ساتھ سن اور دیکھ سکتے ہیں۔ بوسٹروں کے منصوبے کی تکمیل کے لئے ہمارے دوست ملک جاپان نے بڑے پیمانے پر امداد دی ہے۔ اب گھر گھر ٹی۔ وی سیٹ دکھائی دے رہے ہیں۔ حتیٰ کہ ٹی۔ وی سیٹ دیہاتوں میں، شہروں میں، چھوٹے بڑے ہوٹلوں میں اور کاروں میں بھی نظر آنے لگے ہیں۔

کچھ عرصہ پہلے پاکستان میں رنگین نشریات کا آغاز ہوا تو لوگوں کی اکثریت نے رنگین ٹی۔ وی کے بجائے بلیک اینڈ وائیٹ ٹی۔ وی کو زیادہ ترجیح دی۔ جب سے ٹیلی ویژن ایجاد ہوا ہے اس میں عجیب و غریب تبدیلیاں کی گئی ہیں۔ لیکن اب جو رنگین نشریات کے ساتھ ساتھ ٹیلی ویژن میں ایک بہت ہی دلچسپ تبدیلی رونما ہوئی ہے۔ وہ ہے ریموٹ کنٹرول۔ ریموٹ سے ہم ایک جگہ بیٹھے ٹی۔ وی کو بند کر سکتے ہیں اور وقتِ ضرورت کھول بھی سکتے ہیں۔ آواز تیز اور آہستہ کر سکتے ہیں۔ اور چینل تبدیل کر سکتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ ریموٹ کنٹرول کا ٹیلی ویژن سیٹ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے ساتھ کسی تار سے براہ راست تعلق نہیں ہوتا بلکہ ریموٹ کنٹرول سے مخصوص قسم کی لہریں نکلتی ہیں جو کہ چلتے ہوئے ٹی۔ وی سیٹ پر اثر انداز ہوتی ہیں۔

لیکن حال ہی میں ریموٹ کنٹرول کے بارے میں دلچسپ انکشاف ہوا ہے کہ ریموٹ سسٹم والے ٹی۔ وی کو جھاڑو جیسی معمولی چیز سے کنٹرول کیا جا سکتا ہے۔ مذکورہ انکشاف کے علاوہ دیگر اور مشاہدات تجربہ سے حاصل کئے ہیں۔ جو کہ احمدی طالب علموں کے لئے تجربہ ہیں۔

مرغی کے مختلف عمروں کے چوزے اگر چلتے ہوئے ریموٹ سسٹم والے ٹی۔ وی کے سامنے چھوڑ دیئے جائیں۔ تو اُن کی موجودگی سے ٹی۔ وی بند بھی ہو جاتا ہے۔ اور ٹی۔ وی کا چینل بھی بدل جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اگر چابی کے گچھے کو فرش پر پھینکا جائے تو تب بھی ٹی۔ وی سیٹ بند ہو جاتا ہے۔

احمدی دوست طالب علموں کو یہ چیز دعوت فکر دیتی ہے کہ اس عمل کی بابت مزید معلومات حاصل کر کے فائدہ حاصل کریں۔

"محسنِ انسانیت"

(صادق محمد طاہر۔ جامعہ احمدیہ ربوہ)

اے حبیبِ کبریا، اے محسنِ انسانیت ❊ آپ کی خاطر بنے ارض و سما لیل و نہار
ہر طرف تھی شرک کی پھیلی ہوئی کالی گھٹا ❊ روشنی سے آپ کی بدلی شبِ تاریک و تار
وہ جو تھے بے دین و بے ایمان، اہلِ دیں ہوئے ❊ وہ جو دشمن تھے کبھی، سب ہو گئے دیں پر نثار
اِک بڑی مدت سے جن کو شرک ہی محبوب تھا ❊ مثلِ پروانہ ہوئے توحیدِ حق پر جاں نثار
وادیٔ یثرب جو تھی بے جان و بے برگ و ثمر ❊ آپ کے فیض و کرم سے آ گئی اُس پر بہار

ہے دلِ طاہر کی خواہش آپ کا ہو جاں نثار
آپ کی طاعت ملے تو باعثِ صد افتخار

شگفتہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۱)

"میاں عبدالعزیز صاحبؓ المعروف مغل نے بیان کیا۔ ایک دن حضور مسیح موعود علیہ السلام مسجد مبارک کی چھت پر تشریف فرما تھے۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب بھی موجود تھے۔ حضور علیہ السلام نے مہمانوں کے لئے پرچ پیالیاں منگوائی ہوئی تھیں۔ میر مہدی حسینؓ صاحب سے وہ گر گئیں اور چکنا چور ہو گئیں۔ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نے عرض کیا۔ کہ حضور آواز آئی ہے معلوم ہوتا ہے کہ میر مہدی حسینؓ صاحب سے پرچیں ٹوٹ گئیں۔ فرمایا۔ میر صاحب کو بلاؤ۔ میر مہدی حسین صاحب ڈرتے ہوئے سامنے آئے حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ میر صاحب کیا ہوا۔ انہوں نے عرض کیا۔ حضور ٹھوکر لگنے سے پیالیاں ٹوٹ گئیں ہیں۔ اس پر فرمایا کہ دیکھو جب یہ گری تھیں تو ان کا آواز کیسا اچھا تھا"

(الفضل جلد ۳۰ ۔ ۲۸۹)

(مرسلہ:۔ امۃ النصیر عابدہ کنری پاک)

(۲)

حضرت زین العابدینؓ کا انتقال ہوا اور ان کو غسل دیا جانے لگا تو ان کے جسم پر نیل کے داغ نظر آئے۔ تحقیق کی گئی تو معلوم ہوا کہ آپ راتوں کو اپنی پیٹھ پر آٹے کی بوریاں لاد کر غریبوں کے گھر لے جایا کرتے تھے۔ اور یہ اس کے داغ تھے۔ جب کوئی سائل آتا تو امام موصوف فرماتے "میرے توشے کو آخرت کی طرف لے جانے والے مرحبا"۔ اور خود اٹھ کر سائل کو دیتے اور فرمایا کرتے تھے "صدقات سائل کے ہاتھ میں جانے سے پہلے خدا کے ہاتھ میں جاتے ہیں"

(۳)

غالباً گول میز کانفرنس کے دنوں کا ذکر ہے کہ ایک پریس کانفرنس میں گارڈین کے ایک نامہ نگار نے (جو بھارت کو ہندوؤں کا ملک سمجھتا اور ہندو نوازی میں مشہور تھا) بڑی حیرت اور تعجب سے قائداعظم سے سوال کیا۔ مسٹر جناح؟ آپ تو کچھ مدت پہلے کانگرس کے ممدوح تھے اور کانگرس کے حامی تھے۔ آج کل آپ اس قدر دور کیوں ہیں؟ قائداعظم نے نہایت آہستگی سے کہا کہ کچھ مدت پہلے میں پرائمری سکول میں بھی پڑھتا تھا۔ اس کے بارے میں کیا خیال ہے؟ اور نامہ نگار یوں خاموش ہوا جیسے فرط حیرت سے تصویر بن گیا۔ کانفرنس میں موجود اخبار نویس اس حاضر جوابی پر عش عش

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کر اُٹھے۔

(مرسلہ:۔ نصیر احمد شریف۔ حافظ آباد)

(۴)

"حکایتِ سعدی"

گلستانِ سعدی کے ایک رنگین صفحے پر رقم ہے:۔

کسی نے بن بلاؤ سے پوچھا "تُو نے شہر کی نوکری کیوں اختیار کر رکھی ہے" اس نے کہا۔ "صرف اس لئے کہ اس کا بچا کھچا کھاتا ہوں اور اس کے دبدبے کی پناہ میں دشمنوں سے آرام پاتا ہوں"۔ پوچھا۔ "مگر تو اس کے قریب کیوں نہیں جاتا؟" اس نے کہا۔ "بات یہ ہے کہ اس کی مہربانیوں کو مان کر بھی اس کے غصّے اور حملے سے بے خوف نہیں رہ سکتا۔

(مرسلہ:۔ قدسیہ نور قدسی۔ حجرہ شاہ مقیم)

(۵)

حضرت سعد الاسودؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک نہایت پیارے صحابی تھے۔ قبولِ اسلام کے بعد آپ نے آنحضرتؐ سے عرض کیا:۔

کہ جو لوگ اس وقت یہاں موجود ہیں اور جو نہیں ہیں۔ میں نے سب کو شادی کا پیغام دیا لیکن کوئی میرے ساتھ رشتہ پر آمادہ نہیں ہوتا۔ کیونکہ بظاہر آپ کا رنگ کالا تھا۔ لیکن دل نور ایمان سے منور ہو چکا تھا۔ اس کے بعد ظاہری حسن و جمال کی ضرورت نہ تھی اس لئے ان کی درخواست پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے "عمرو بن وہب" کی ایک حسین و جمیل ذکی و ذہین لڑکی سے نکاح کرا دیا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعدؓ سے فرمایا کہ اب تم اپنی بیوی کے پاس جاؤ۔

چنانچہ یہاں سے چلے تو پہلے بیوی کے واسطے تحفے خریدنے کے لئے بازار گئے۔ یہاں انہوں نے ایک منادی کی آواز سنی وہ کہہ رہا تھا:۔

"خدا کے شاہسوارو جہاد کے لئے
سوار ہو جاؤ اور جنت کی بشارت لو"۔

اس آواز کا سننا تھا۔ کہ حضرت سعدؓ کے سارے ولولے اور جوش سرد پڑ گئے اور جہاد فی سبیل اللہ کا خون رگوں میں دوڑنے لگا۔ نئی نویلی دلہن کے لئے تحائف کا خیال چھوڑ دیا اور جہاد کے لئے نیزہ اور گھوڑا خریدا اور عمامہ باندھ کر مہاجرین کی جماعت میں پہنچے۔ کسی نے ان کو نہ پہچانا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دیکھا مگر پہچان نہ سکے۔ میدان جنگ میں نہایت جوش و خروش سے لڑے۔ گھوڑا اڑا تو پیدل آستینیں چڑھا کر لڑنے لگے۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز پہچان کر فرمایا۔ "سعدؓ!" مگر یہ وارفتگی کے عالم میں تھے۔ آواز کی خبر نہ ہوئی اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ اور نئی نویلی دلہن کے پاس جانے کی بجائے اپنے ربّ کے حضور حاضر ہو گئے۔ یہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی بہترین مثال تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو ان کی لاش کے پاس تشریف لا کر ان کا سر گود میں رکھ لیا اور اُن کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلحہ اور گھوڑا ان کی بیوہ دلہن کے پاس بھجوا دیا۔ اور اُن کے سُسرال والوں کو کہلا بھیجا۔ کہ خُدا نے تمہاری لڑکیوں میں سے سب سے بہتر لڑکی کے ساتھ اُن کی شادی کر دی۔

(مرسلہ:۔ عبدالرب غیرت شیخوپورہ)

سبحان: حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

"ایک صاحب نے ایک دفعہ مجھے سنایا کہ میرے والد محمد حسین صاحب بٹالوی کے بہت دوست ہوا کرتے تھے۔ اور ان کی مجھے ہدایت تھی کہ مولوی محمد حسین صاحب جب شملہ آیا کریں تو میں اُن سے ملنے ضرور جایا کروں۔ ایک دفعہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی شملہ آئے۔ میں اُن کو دبا رہا تھا۔ کہ اتنے میں حافظ عبدالرحمٰن کتاب الصرف کے مصنف وہاں آگئے۔ اور مولوی محمد حسین صاحب سے کہنے لگے کہ مولوی صاحب مرزا قادیانی نے بڑی ترقی کر لی ہے۔ لوگ اس کے معتقد ہوتے جاتے ہیں اور یہ فتنہ روز بروز ترقی کر رہا ہے۔ مختلف گفتگوؤں کے بعد کسی نے کہا کہ ایسے شخص کو کوئی مار بھی نہیں ڈالتا۔ اس پر مولوی محمد حسین صاحب کہنے لگے کہ مشکل یہ ہے کہ کئی دفعہ ایسا بھی لوگوں نے کرنا چاہا مگر وہ کسی نہ کسی طرح بچ جاتا ہے۔ اسی دوست نے ذکر کیا۔ کہ جب وہ یہ باتیں کر رہے تھے تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ مولوی آدمی ہیں۔ انہیں ان باتوں کا کیا علم میں خود یہ ثواب حاصل کروں گا۔ اور اُن کو قتل کر کے رہوں گا۔ یہ ارادہ میں نے پختہ طور پر کر لیا۔ مگر جب دوسرا دن ہوا تو حافظ عبدالرحمٰن صاحب پھر مولوی محمد حسین صاحب سے ملنے آئے اور کہنے لگے۔ مولوی صاحب اب مرزا صاحب کے مقابلہ کا راستہ نکل آیا ہے۔ مرزا صاحب نے ایک اشتہار شائع کیا ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ خُدا کے حکم کے ماتحت میں آئندہ کوئی مباحثہ نہیں کروں گا۔ یہ اشتہار ایسا ہے جس سے مرزا بالکل پکڑا جائے گا۔ ہم اس کے مقابلے میں ایک مباحثہ شائع کر دیتے ہیں۔ اگر اُس نے یہ مباحثہ مان لیا۔ تو ہم کہیں گے دیکھو ایک طرف تو کہا جاتا ہے۔ کہ خُدا نے مجھے مباحثات سے روکا ہے۔ اور دوسری طرف مباحثہ کو منظور کر لیا گیا معلوم ہوتا ہے۔ کہ جو کچھ کہا گیا ہے۔ وہ بالکل جھوٹ تھا۔ اور اگر وہ مباحثہ کے لئے نہیں نکلے گا تو بھی اس کی شکست ہو گی۔ کیونکہ ہم دُنیا میں اعلان کر دیں گے کہ ہم مرزا صاحب کو مباحثہ کے لئے بلاتے ہیں مگر وہ میدان میں نکلنے کیلئے تیار نہیں۔ ان کی یہ بات سُن کر مولوی محمد حسین صاحب اُٹھ کر بیٹھ گئے۔ اور کہنے لگے حافظ صاحب آپ نے خوب بات نکالی یہ مرزا قادیانی کو لوگوں کی نگاہ سے گرانے کا نہایت کامیاب حربہ ہے۔

راوی نے بیان کیا کہ جب اُن کی یہ باتیں سُن کر میں نے یقین کر لیا۔ کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں پہلے دن تو یہاں تک کہتے تھے کہ قتل کرنے والے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قتل کرنا چاہتے تھے مگر کامیاب نہ ہو سکے۔ اور آج ایک خلاف تقویٰ تجویز پر متفق ہو رہے ہیں ان لوگوں میں ایمان اور تقویٰ بالکل نہیں ہے چنانچہ یہی واقعہ آخر میں اُن کی ہدایت اور قبولِ احمدیت کا باعث ہو گیا۔ تو فرماتا ہے :-

يَوْمَ تُبْلَى السَّرَائِرُ فَمَا لَهُ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ -

وہ اس نجم الثاقب کو مٹانے کے لئے قسم قسم کی کوششیں کریں گے مگر نہ انہیں ذاتی قوت ملے گی اور نہ کوئی مددگار ملے گا۔ جو لوگ بھی ان کی مدد کے لئے کھڑے ہوں گے وہ بالکل بیکار اور نکمے ہوں گے۔

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شدید مخالف تھے اور ان کی ساری عمر آپ کی مخالفت کرتے گذر گئی۔ انہوں نے ایک دفعہ بڑی تعلّی سے کہا کہ میں نے ہی مرزا کو اُدنچا کیا ہے۔ اب میں ہی اُن کو نیچے گراؤں گا۔ مگر اسکے بعد اُنہوں نے حضرت مرزا صاحب کو کیا گرانا۔ خود ہی ذلیل ہوتے گئے۔ یہاں تک کہ ان کے دو بیٹے بھاگ کر قادیان میں میرے پاس آگئے اور انہوں نے کہا۔ کہ ہمارا باپ اتنا بے غیرت ہے کہ وہ ہمیں کہتا ہے کہ ہم کسی یتیم خانے میں داخل ہو جائیں۔ وہ ہمیں ہر وقت مارتا پیٹتا رہتا ہے۔ اور ہم سے ذلیل کام لیتا ہے۔ ہم اب اس کے پاس نہیں رہنا چاہتے۔ میں نے ان دونوں کا وظیفہ لگا دیا۔ اور انہیں قادیان میں تعلیم دلائی۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو یہ بات معلوم ہوئی۔ تو انہوں نے کہلا بھیجا کہ اس میں میری بڑی ذلت ہے۔ ان کو قادیان سے نکال دیں۔ میں نے کہا یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ وہ میرے پاس مدد کے لئے آئیں اور میں ان کو نکال دوں۔ اس کے بعد وہ دونوں احمدی ہو گئے اور آخر مولوی صاحب نے زور دے کر دونوں کو واپس بلا لیا۔ مگر پھر بھی اُن سے ایسا سلوک کیا کہ اُن میں سے ایک تو مر گیا مگر دوسرا عیسائی ہو گیا۔ اور اب تک زندہ ہے۔ اور ریاست میسور میں کاروبار کرتا ہے وہ کہتا ہے۔ میں دل سے تو احمدی ہوں مگر روزی کے لئے مذہب تبدیل کیا ہوا ہے۔ یہ کتنا تلخ گھونٹ تھا جو مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو پینا پڑا۔"

(تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ ۱۵۱)

مرسلہ :- شائستہ جبین۔ ربوہ

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :-

"سید احمد نور صاحب کابلی جو اب (۱۹۵۶ء سے پہلے) فوت ہو چکے ہیں۔ نبوت کا دعویٰ کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک دوست ان کے پاس گئے تو واپس آکر مجھ سے کہنے لگے کہ ان کی اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

باتوں کا جواب تو مجھ کو آگیا لیکن ایک دلیل کو
مَیں ردّ نہیں کر سکا۔ اور وہ یہ کہ انہوں نے کہا
کہ تم لوگ مجھے پاگل کہتے ہو حالانکہ قرآن شریف
میں یہ لکھا ہے کہ جتنے نبی اور رسُول آئے سب
کو لوگ پاگل کہتے تھے۔ پس تمہارا مجھے پاگل
کہنا میری صداقت کی دلیل ہے۔ میرے جھوٹے
ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ مَیں نے کہا کہ یہ تو
بالکل سیدھی سی بات تھی۔ نبی کو اس کے دعویٰ
کے بعد محض اس کے دعویٰ کی وجہ سے لوگ
پاگل کہتے ہیں۔ لیکن سیّد احمد نور صاحب سے
کہیے کہ آپ نے تو ابھی دعویٰ بھی نہیں کیا تھا کہ
ہم آپ کو رسیوں سے باندھا کرتے تھے۔
پس ایک پاگل کا اپنے آپ کو نبی کہنا اور چیز
ہے۔ اور نبی کو لوگوں کا پاگل کہنا اور چیز ہے۔
اگر تو نبوت کے دعویٰ کے بعد لوگ انہیں پاگل
کہنے لگ جاتے۔ پہلے وہ دماغی لحاظ سے بالکل
ٹھیک ہوتے تو کچھ دلیل تھی۔ لیکن انہیں تو دعویٰ
سے پہلے ہی کئی دفعہ جنون کی وجہ سے رسیوں
سے باندھا جا چکا ہے۔ تو یہ دلیل بھی غلط استعمال
ہونے لگ گئی ہے۔ اسی طرح ایک نبی کی صداقت
کی یہ دلیل ہوتی ہے۔ کہ اس کی سابق زندگی اتنی
شاندار ہوتی ہے۔ کہ ہر قسم کے حالات میں سے
گذرنے کے باوجود لوگ اس کی زندگی کو بالکل
بے عیب پاتے ہیں۔ اِرد گرد کے لوگ اسے ٹٹولتے
ہیں۔ ایسے حالات اس پر گذرتے ہیں جب جھوٹ
کے بغیر اس کی نجات کی کوئی صورت نہیں ہوتی مگر
پھر بھی وہ جھوٹ نہیں بولتا اور لوگوں پر واضح ہو جاتا
ہے کہ یہ شخص نیک اور راستباز انسان ہے۔
لیکن عام آدمیوں کی زندگیاں نمایاں نہیں ہوتیں
بیسیوں چور ہوتے ہیں لیکن لوگوں کو معلوم نہیں
ہوتا کہ وہ چور ہیں۔ بیسیوں جھوٹے ہوتے ہیں۔
مگر چونکہ ان کے حالات لوگوں کے سامنے نہیں
آتے اس لئے وہ مخفی رہتے ہیں۔ پس یہ آیت
صرف انبیاء کیلئے ہے۔ انبیاء ہی اس آیت کو
اپنے اُوپر چسپاں کر سکتے ہیں۔ وہ لوگوں کو چیلنج
دیتے ہیں۔ کہ تم نے ہماری زندگیوں کو دیکھا۔ تم
نے ہمارے حالات کو دیکھا۔ تم نے ہمارے اخلاق و
عادات کی جستجو کی مگر تم نے یہی دیکھا کہ ہم جھوٹ
بولنے والے نہیں۔

پس جب ہم انسانوں پر جھوٹ نہیں بولتے
تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ہم خُدا پر جھوٹ بولنے
لگ جائیں۔

(تفسیر کبیر جلد چہارم ص ۲۱۵)

(مرسلہ:۔ شائستہ جبین۔ ربوہ)

خواجہ غلام فرید صاحب چشتی جو قصبہ چاچڑاں
(بہاول پور) کے سجادہ نشین تھے ایک صالح اور متقی مرد
تھے انہوں نے حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں
آپ کی تصدیق میں خط لکھکر بھیجا تھا جو حضورؑ نے
"ضمیمہ انجام آتھم" میں شائع فرمایا۔ مولوی محمد حسین بٹالوی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس خط کو پڑھ کر بہت لال پیلے ہوئے کہ پیر صاحب نے حضرت اقدس علیہ السلام کی تصدیق کیوں کی ہے۔ چنانچہ وہ بے تاب ہو کر خواجہ غلام فرید صاحب کی خدمت میں چاچڑاں شریف پہنچے اور حضرت اقدسؑ کی نسبت انہیں بہکانے کی کوشش کی اور چاہا کہ خواجہ صاحب موصوف اپنے اس خط کے خلاف کوئی تحریر لکھ کر اُن کو دیں۔ حضرت اقدس علیہ السلام کے ایک مرید احمدی بھی اس وقت مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے جو پیر صاحب کی زیارت کے لئے وہاں گئے تھے۔ وہ مولوی محمد حسین اور پیر صاحب کی گفتگو سُن کر پریشان تھے کہ دیکھیں کیا بنتا ہے۔ خواجہ صاحب موصوف نے اُن کو حیران دیکھ کر آہستہ سے فرمایا آپ حیران نہ ہوں۔ دیکھو میں کس صفائی سے ان مولوی صاحب کو ٹالتا ہوں۔ خواجہ صاحب نے پہلے تو مولوی بٹالوی کو فرمایا کہ ہم لوگ علمائے ظاہر کی طرح بحث مباحثے اور فتوے وغیرہ سے کام نہیں رکھتے آپ نے اپنا تبلیغ کا حق ادا کر دیا۔ بس قصہ ختم ہوا۔ اب آپ زیادہ مجھے تنگ نہ کریں مگر بٹالوی صاحب اپنی ضد پر اڑے رہے یا تو میرے ساتھ بحث کرو۔ یا مرزا صاحب کے خلاف مجھے فتویٰ لکھ کر دو۔ خواجہ صاحب چپکے سے اندر چلے گئے اور کچھ روپے اپنے ایک خاص مرید کی معرفت مولوی محمد حسین بٹالوی کو بھیج دیئے۔ بس پھر کیا تھا روپے لے کر مولوی صاحب چپ چاپ وہاں سے رفو چکر ہو گئے خواجہ صاحب نے اُن کے چلے آنے پر فرمایا کہ ان مولویوں کا منہ بند کرنے کا مجھے تو یہی احسن طریق نظر آیا ہے۔"

(گلزار احمد۔ حصہ دوم صـ۳۷)

یہ نشان ۱۸۸۷ء میں ظاہر ہوا۔ گرمیوں کا موسم رمضان کا مہینہ اور جمعہ کا روز تھا۔ حضرت اقدس علیہ السلام بعد نماز فجر مسجد مبارک کے شرقی حجرے میں ایک خالی چارپائی پر اپنا بازو سر کے نیچے رکھ کر لیٹے ہوئے تھے۔ اور عبداللہ سنوری حضورؑ کے پاؤں دبا رہے تھے۔ حضور نے کشف میں دیکھا کہ ایک وسیع اور مصفّٰی مکان ہے جس میں ایک پلنگ بچھا ہوا ہے اور اس پر ایک شخص حاکم کی صورت میں بیٹھا ہوا ہے۔ حضرت اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:-

"میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ احکم الحاکمین رب العالمین ہے۔ اور اس وقت میں اپنے آپ کو ایسا سمجھتا تھا کہ جیسے کوئی حاکم کا سررشتہ دار ہوتا ہے۔ اس اثنا میں دشمنان اسلام اور ہم میں جو جھگڑا چل رہا ہے اس کی مسل جناب الٰہی میں پیش کرنے کے لئے نزدیک گیا تو انہوں نے نہایت شفقت سے اپنے پاس پلنگ پر بٹھا لیا۔ اس وقت مجھ پر سخت رقت طاری تھی کہ اللہ اللہ کس قدر شفقت اور رحم ہے کہ اپنے پاس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بٹھا لیا ہے۔ پھر جناب الٰہی نے
سُرخ سیاہی میں قلم ڈبو کر اس
مِسل پر دستخط کرنے سے قبل قلم کو
جھاڑا تو اُس سے سُرخ چھینٹے نکل
کر میرے کرتہ پر پڑے معاً میری آنکھ
کھُل گئی۔"

خُدا کی قدرت کہ وہ سُرخ چھینٹے جو عالمِ کشف میں
کُرتے پر پڑے تھے عالم بیداری میں اسی طرح آپ
کے کُرتے پر پڑے ہُوئے تھے۔ اور وہ ابھی گیلے ہی
تھے خشک نہ ہوئے تھے۔ حضرت عبداللہ سنوری
نے شور مچایا کہ ہیں یہ سُرخ چھینٹے کہاں سے آپڑے ہیں
اور ابھی تازہ بتازہ حضور کے کُرتے پر آگرے
ہیں۔ اس پر حضور علیہ السّلام نے یہ کشف سُنایا۔
..... حضرت عبداللہ سنوری نے کہا یہ
کُرتہ مجھے عنایت فرمائیں۔ حضور علیہ السلام نے وہ
کُرتہ اس شرط پر انہیں دے دیا کہ اُن کی وفات پر
ان کے ساتھ ہی دفن ہو جائے۔ چنانچہ ان کی وفات
پر ان کے ساتھ ہی دفن ہُوا۔

(گلزارِ احمد حصّہ اوّل صـ۷۹)

سلسلہ مرسلہ :- اسلام الحق شاد۔ بدین۔

قدّافی سُپر سوپ
چاند مارکہ صابن
امتیاز سوپ

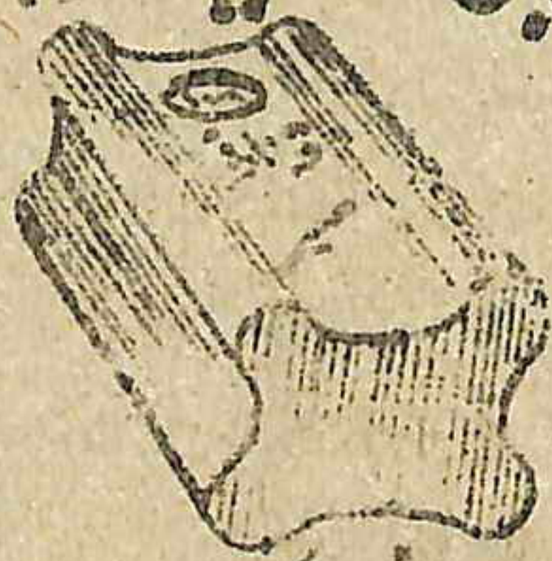

اعلیٰ اور غلہ
ایجنسی کے متمنی
رابطہ قائم کریں

لاہور سوپ فیکٹری
بیکر روڈ۔ کوٹ لکھپت۔ لاہور

قدّافی سوپ
سورج مارکہ
دھوبی مارکہ

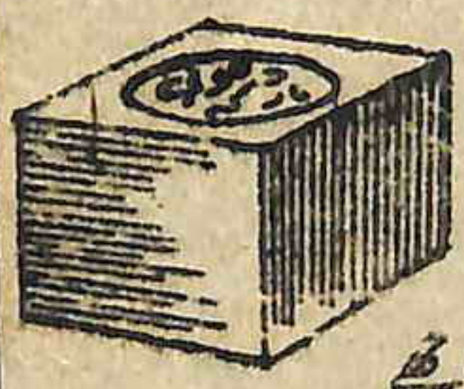

سستے اور اچھے
ہمیشہ استعمال کریں
ایجنسی کے لئے رابطہ قائم کریں
ضیاء کیمیکل اینڈ سوپ فیکٹری
بیکر روڈ۔ کوٹ لکھپت۔ لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

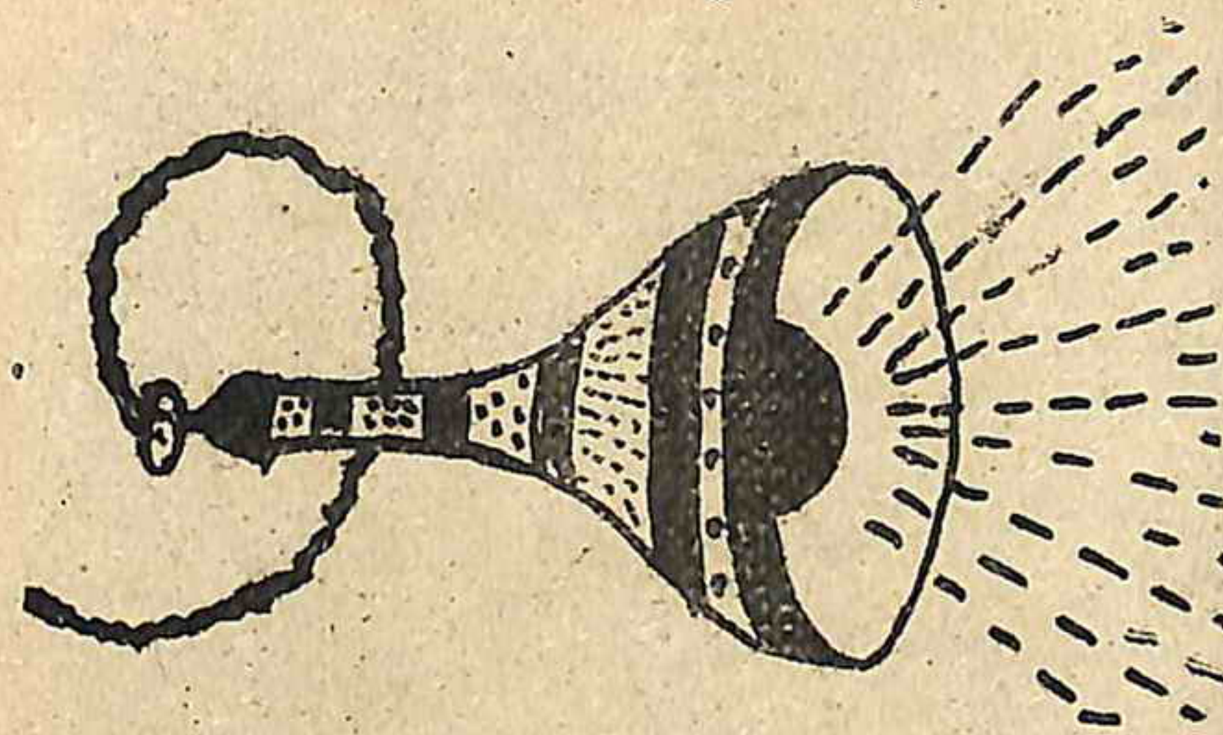

خبرنامہ تشحیذ

(۱)

آج سے سو سال پہلے امریکہ کے متعلق کوئی نہیں جانتا تھا کافی عرصہ پہلے کچھ لوگ امریکہ کے ساحل پر اُترے لیکن کسی نے اس زمین پر اُترنے کی جرأت نہ کی۔ اس وقت بہت کم لوگ جانتے تھے کہ زمین گول ہے۔ لوگ کہتے تھے کہ زمین چوڑی ہے۔ ذہین لوگوں میں ایک بہادر شخص بھی تھا اس کا نام کولمبس تھا۔ کولمبس اٹلی میں پیدا ہوا اور پھر پرتگال میں رہنے لگا۔

وہ جانتا تھا کہ زمین گول ہے اُس نے کئی بار سوچا کہ اگر وہ مغرب کی طرف سفر کرے تو ایک نہ ایک دن نئی دُنیا دریافت کر لے گا۔ چنانچہ وہ پرتگال کے بادشاہ سے ملا اور کہا کہ مجھے جہاز اور کچھ آدمی دیئے جائیں تاکہ میں نئی دُنیا تلاش کر سکوں۔ لیکن بادشاہ اُس کی بات پر ہنس دیا۔ کولمبس نے سپین کے بادشاہ سے بات کی اُس نے کولمبس کو ٹال دیا اس طرح کولمبس مایوس ہو گیا۔

ایک دن اُس نے فیصلہ کیا کہ وہ دُنیا کا چکر پیدل لگائے گا ابھی اُس نے اپنا سفر فرانس کی طرف سے شروع ہی کیا تھا کہ سپین کے بادشاہ نے اپنے ایلچی کو ایک گھوڑا دے کر بھیجا کہ کولمبس کو واپس بلایا گیا ہے اور بتایا کہ سپین نے تمہاری بات مان لی ہے۔ کولمبس بہت خوش ہوا۔ ملکہ نے کولمبس کو تین جہاز اور کچھ عملہ ساتھ دے دیا۔ یہ عملہ سو آدمیوں پر مشتمل تھا چنانچہ ان کا سفر مغرب کی طرف شروع ہو گیا۔ وہ چالیس دن تک سفر کرتے رہے لیکن کسی مقام پر نہ پہنچ پائے کولمبس کے جہاز کا عملہ اس کے خلاف ہو گیا اور وہ لوگ واپس جانے کی دھمکیاں دینے لگے۔ لیکن کولمبس نہ مانا۔ اس نے اپنا سفر جاری رکھا۔

آخر کار تین ہفتوں کے سفر کے بعد اُس کو زمین نظر آ گئی۔ تمام عملہ خوش ہو گیا۔ کولمبس اور اُس کا عملہ زمین پر اُتر گیا اور وہاں پر سپین کا جھنڈا گاڑ دیا۔ یہ وہی زمین تھی جس کو آج ہم امریکہ کے نام سے پکارتے ہیں۔

(کوثر ناہید۔ فیصل آباد)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۲)

کینیڈا میں ایک بارہ سالہ لڑکی جس کا نام "لیزا الیسٹر" ہے۔ نے ایک تقریب میں متواتر ہنسنے کے تمام عالمی ریکارڈ توڑ کر ایک نیا ریکارڈ قائم کیا ہے۔ اس لڑکی نے دس گھنٹے پانچ منٹ متواتر ہنس کر تقریب میں شامل تمام لوگوں کو محظوظ کیا۔ اس تقریب کا انتظام ڈاکٹروں کی تنظیم نے کیا تھا۔ اس سے پہلے متواتر ہنسنے کا عالمی ریکارڈ سات گھنٹے اور بائیس ۲۲ منٹ تھا۔

(۳)

۱۷۶۱ء میں ملک ڈنمارک کے ایک خاندان میں ایک عجیب بچہ پیدا ہوا۔ اس بچے نے تمام دنیا کو حیرانگی میں ڈال دیا۔ کیونکہ اس نے پیدا ہونے سے تھوڑی دیر بعد اپنی مادری زبان میں باتیں کرنا شروع کر دیں اور جب وہ دو سال کی عمر کو پہنچا تو اس نے کئی زبانوں میں باتیں کرنا شروع کر دیں۔ اور جب یہ بچہ تین سال کا ہوا تو ۲۰ زبانوں میں باتیں کر سکتا تھا۔ اس کی اس حیران کن بات کی وجہ سے لوگ کافی دور دور سے اسے دیکھنے کے لئے آئے۔ جب بادشاہ تک یہ خبر پہنچی تو اس نے بھی بچے کے والدین سے بچے کو دیکھنے کی خواہش ظاہر کی۔ اور بادشاہ اسے دیکھنے آیا۔ لیکن جس وقت بادشاہ اس کے گھر میں داخل ہوا تو اس وقت بچہ فوت ہو چکا تھا۔

(۴)

مغربی جرمنی کے ایک شہر میونخ میں ایک بہت ہی زیادہ ذہین لڑکی رہتی ہے وہ جس بات کو سن لیتی ہے اسے وہ لفظ بالفظ یاد ہو جاتی ہے اور ایسے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا ذہن ایک کمپیوٹر ہے۔

(۵)

فقیر سید وحید الدین کے ایک عزیز کو کتے پالنے کا شوق تھا۔ ایک دفعہ فقیر صاحب اپنے اسی عزیز کی موٹر میں بیٹھ کر علامہ اقبال کے ہاں گئے وہ خود تو علامہ اقبال کے پاس جا بیٹھے اور کتوں کو موٹر میں ہی چھوڑ گئے۔ اتنے میں اقبال کی چھوٹی لڑکی منیرہ بھاگتی ہوئی آئی اور باپ سے کہنے لگی "ابا ابا موٹر میں کتے آئے ہیں"۔ علامہ اقبال نے آنیوالے اشخاص کی طرف اشارہ کر کے کہا "نہیں بیٹا یہ تو آدمی ہیں"۔

(بشریٰ کوکب جھنگ صدر)

سپلائرز۔ ایجنٹ۔ ڈیلر سائیکل یا
پرزہ جات سائیکل
مبارک سائیکل مارٹ
نیلا گنبد لاہور۔ فون نمبر ۶۲۵۶۴

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بزمِ تشحیذ

تشحیذ موصول ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ کہ آپ رسالہ اتنے عمدہ طریق سے نکال رہے ہیں کہ بلاشبہ اس کا شمار پاکستان کے بچوں کے معیاری رسالوں میں ہوتا ہے۔

ٹائیٹل بہت اچھا ہے۔

"اپنی اس عمر کو اک نعمتِ عظمیٰ سمجھو"

مجلس عزیز آباد کراچی کا دلچسپ انعامی مقابلہ، منظوم کلام۔ انٹرویو، حقیقی عید وغیرہ سب بہت پسند آئے۔ رسالہ کی وساطت سے ہم برادرم سید ظہیر احمد صاحب کراچی کو تلقین کریں گے کہ وہ پرانے اور غیر منطقی سوالات رسالہ میں نہ بھیجیں۔ مولا کریم رسالہ کو اور ترقی دے۔ آمین

(ثمرین یاسمین منڈی مریدکے)

(۲)

تشحیذ کا ستمبر کا شمارہ پڑھا تمام مضامین بہت پسند آئے۔ خاص طور پر "دماغ لڑائیے" "قال الرسولؐ"۔ "حقیقی عید" بہت معیاری تھے۔ امید ہے آپ اسلام کے اس روشن ستارے کو مزید چمکانے کی ضرور کوشش کریں گے۔ اور میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ پاکستان کا بچوں کا کوئی رسالہ تشحیذ کا کسی میدان میں بھی مقابلہ نہیں کر سکتا۔

(ایم منور اقبال جاوید مجوکہ۔ احمد آباد جنوبی)

(۳)

تشحیذ ملا۔ تمام کہانیاں اور مضامین پسند آئے۔ بزرگوں سے ملاقات کا سلسلہ اچھا ہے۔

(بشریٰ کنول قریشی۔ کنری پاک)

(۴)

سالنامہ جنوری ۱۹۷۹ء میں صبر و استقامت اور حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم ایک عظیم صحابیہ بہت ہی اعلیٰ مضامین تھے۔ لکھنے والے بھائیوں کو ہماری طرف سے مبارکباد قبول ہو۔ آجکل قمیرہ نور خالدہ منزہ۔ کوکب نوید تشحیذ سے غائب کیوں ہیں؟

(ڈاکٹر ناصر۔ راحیلہ قدسیہ۔ فوزیہ رفعت چک ۵۶۳ ج ب جڑانوالہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ناصرات کے صفحات

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ

محمد احمد اشرف ۔ ربوہ

آپ کا نام (حضرت) عائشہؓ لقب حمیرا اور صدیقہ تھا۔ آپ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجۂ مطہرہ تھیں۔ اس لحاظ سے آپ کا خطاب اُمّ المومنین اور کنیت اُمّ عبداللہ تھی۔

آپ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیٹی تھیں۔ اور آپ کی ولادت ۶۱۴ء میں مکّہ معظمہ میں ہوئی چونکہ آپ نے ایک مسلمان گھرانے میں آنکھ کھولی تھی اس لئے پیدائش ہی سے شرک و کفر کی آلودگی سے پاک رہیں۔

دوسرے بچوں کی طرح لڑکپن میں حضرت عائشہؓ بھی کھیل کود کی بہت شوقین تھیں۔ دو کھیل آپ کو بے حد پسند تھے۔ گڑیوں سے کھیلنا اور جھولے کا جھولنا۔ مکّہ کی تمام لڑکیاں آپ کے گھر میں جمع ہو جاتیں اور کھیل کود میں ان کے اشارے پر چلتیں۔ وہ آپ کے سامنے ایسی مرعوب و مؤدب رہتیں گویا کہ حضرت عائشہؓ ان کی سردار ہیں۔

والدین اس چھوٹی سی عمر میں آپ کی یہ فراست و رُعب دیکھ کر خوش ہوتے اور انہیں بعض اوقات خیال گزرتا کہ یہ کسی دن ضرور معزز و ممتاز ہوگی۔

حضرت عائشہؓ کا ذہن اور حافظہ غضب کا تھا۔ بچپن کی ذرا ذرا سی باتیں بڑی تفصیل سے آپ کو یاد تھیں۔ اور انہیں اس طرح بیان فرما دیا کرتی تھیں کہ گویا ابھی سامنے واقع ہو رہی تھیں ہجرت کے وقت آپ آٹھ سال کی تھیں مگر اس کم سنی اور کم عمری میں ہوشمندی اور قوتِ حافظہ کا یہ حال تھا کہ ہجرت نبویؐ کے تمام واقعات بلکہ تمام جزئی باتیں آپ کے ذہن نشین تھیں۔ اُن سے بڑھ کر کسی صحابی نے ہجرت کے واقعات کا تمام مسلسل بیان محفوظ نہیں رکھا ہے۔

حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آنے کا شرف آپ کو حاصل ہوا۔ ابھی آپ کم سن تھیں کہ نکاح ہو گیا۔ اور چھوٹی عمر میں ہی شادی ہونا قرار پائی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رسول پاکؐ کو آپ سے نہایت محبت تھی۔
ایک دفعہ فاتح مصر حضرت عمرو بن العاص نے حضورؐ سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! دنیا میں آپ کو سب سے زیادہ محبوب کون ہے۔ فرمایا

"عائشہ"

عرض کی حضور! میں مردوں کی نسبت پوچھتا ہوں۔ فرمایا:

"عائشہ رضؓ کا باپ"

آپ بے شک بہت خوبصورت تھیں لیکن آپ سے حضورؐ کی محبت کی وجہ یہ نہ تھی کہ آپ حسین تھیں۔ اگر حسن باعث محبت ہوتا تو وہ تو حضرت زینبؓ اور حضرت صفیہؓ میں بھی تھا۔ بلکہ اصل وجہ یہ تھی کہ آپ نہایت ذہین و فہیم تھیں۔ علم شریعت کی اشاعت کی آپ میں فطرتاً استعداد تھی۔ قوت اجتہاد اور علم و فضل میں تمام ازواج مطہرات سے بڑھ کر تھیں۔

یہاں تک کہ بقول محدثین اگر حضرت عائشہؓ نہ ہوتیں تو نصف علم حدیث ضائع ہو جاتا۔ یہ قول بالکل صحیح ہے اور اس میں مبالغہ کا ایک شائبہ بھی نہیں۔ اگرچہ آپ ایک پردہ نشین خاتون تھیں اور آپ کو خلق خدا کی اشاعت کے وہ ذرائع میسر نہ تھے جو دوسرے اصحاب کو تھے لیکن پھر بھی آپ سے دو ہزار دو سو احادیث مروی ہیں کہ روایت حدیث میں کثرت روایت کے لحاظ سے صحابہ میں آپ کا درجہ ہے۔ اور آپ کی روائیت کردہ حدیثوں کی تعداد دو ہزار دو سو سے زائد ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرتؐ کے بعد صحابہؓ کو کوئی علمی مشکل ایسی پیش نہیں آئی کہ اس کا حل حضرت عائشہ کے پاس نہ مل گیا ہو۔ یہی وجہ تھی کہ بڑے بڑے صحابہ ان کا لوہا مانتے اور ان سے فیض حاصل کرتے تھے۔

حضرت عائشہ رضؓ نہایت فصیح و بلیغ تھیں۔ ان کی گفتگو نہایت بامحاورہ مختصر مگر جامع، چست اور ادبیت میں اعلیٰ پائے کی ہوتی تھی۔ چنانچہ آپ کے ایک شاگرد موسیٰ بن طلحہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضؓ سے زیادہ فصیح کسی کو نہیں دیکھا۔ خطابت کے لحاظ سے بھی حضرت عمر رضؓ اور حضرت علی رضؓ کے بعد تمام صحابہ میں ممتاز تھیں۔ جنگ جمل میں آپ نے جو تقریریں فرمائیں وہ جوش اور زور کے لحاظ سے اپنا جواب نہیں رکھتیں۔

آپ کا ایک نمایاں وصف جود و سخا ہے۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ فرمایا کرتے تھے کہ "میں نے ان سے زیادہ سخی کسی کو نہیں دیکھا"۔

خلفائے راشدینؓ اور صحابہ کرامؓ آپ کی خدمت میں جو تحائف اور ہدیہ اکثر بھیجا کرتے حضرت عائشہؓ فوراً اسے خیرات کر دیتیں۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ آپ کو ستر ہزار درہم مدینہ کے غرباء میں تقسیم کرتے دیکھا۔ لیکن اس کے باوجود آپ کے کرتہ میں پیوند

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لگے ہوتے تھے۔

آپ کے اخلاق و عادات کے لئے مختصراً تو صرف یہی کہنا کافی ہے کہ جیسے حضورؐ مردوں میں اسوۂ حسنہ تھے آپ عورتوں میں ایک نمونہ تھیں۔ ذرا ذرا سی بات میں احکامِ خدا اور سنتِ رسولؐ کی سختی سے پابندی کرتی تھیں۔ غیبت اور بدگوئی سے سخت نفرت تھی۔ کبھی کسی کی بدگوئی نہیں کی۔ بہت بھلائی طرف تھیں۔ کسی میں کوئی عیب دیکھتیں تو اُس کی تعریف کرتیں۔ جب کسی عورت کو اپنے خاوند سے کوئی شکایت ہوتی تو آپ اُس کی شکایت بارگاہِ نبویؐ تک پہنچاتیں اور اُس کی شکایت دُور فرماتیں۔ عورتوں کے متعلق شرعی مسائل حضورؐ سے پوچھتیں اور ان کی اشاعت کرتیں۔ یتیم بچوں اور بچیوں کو لے کر نہ صرف اُن کی پرورش کرتیں بلکہ ان کی تعلیم و تربیت کے علاوہ بیاہ شادی بھی کر دیتیں۔ اُن کے تربیت کردہ بچے آسمانِ علم پر ستارے بن کر چمکے اور ان کی ضیاء سے محدثین و مجتہدین نے لوگوں کی راہنمائی کا کام لیا۔ آپ خودستائی سے ہمیشہ پرہیز کرتی تھیں۔ عجز و انکسار کا یہ عالم تھا کہ اگر کوئی آپ کے سامنے آپ کے حقیقی فضائل اور ان کی توصیف بھی کرتا تو پسند نہ فرماتیں۔

خودداری جو کہ فضائل انسانی میں ایک شریف ترین وصف ہے۔ آپ میں بدرجہ کمال موجود تھا۔ جب منافقین نے آپ پر افتراء کیا اور آپ اس کے صدمے سے بیمار پڑ گئیں تو خُدائے دانا و بینا نے آپ کی براءت میں آیاتِ قرآنیہ نازل فرمائیں۔ حضور خود حضرت ابوبکرؓ کے گھر تشریف لے گئے اور آپ کو جو اس وقت والدین کے ہاں تھیں وہ آیات سُنائیں۔ تو آپ کی والدہ نے کہا بیٹی اُٹھ! اور اپنے شوہر کا شکریہ ادا کر۔ کہنے لگیں:۔

"میں صرف اپنے خُدا کا شکریہ
ادا کروں گی جس سے مجھ کو
پاکدامنی کی عزت بخشی"

آپ کی جرأت و بہادری اور دلیری کا یہ حال تھا کہ حضورؐ سے جہاد کی اجازت لی۔ غزوۂ احد میں شامل تھیں اور پانی بھر بھر کر زخمیوں کو پلاتی تھیں۔ جنگ جمل میں جس شان سے آپ فوجوں کو میدانِ جنگ میں لائیں۔ آپ کی جنگی قیادت اور بہادری پر ایک بیّن دلیل ہے۔

خشیتِ الٰہی اور رقیق القلبی کا یہ حال تھا کہ جنگِ جمل کے بعد اکثر اس واقعہ کو یاد کر کے رویا کرتیں اور کہتیں کہ کاش ایسا پیدا نہ ہوئی ہوتی۔ ایک دفعہ کسی بات پر قسم کھائی۔ پھر لوگوں کے اصرار پر اس کو توڑنا پڑا۔ حالانکہ قرآن کریم میں ایک غلام کو آزاد کرنا اس کا کفارہ ہے۔ آپ نے چالیس غلام آزاد کر دیئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لیکن اس پر بھی اتنا صدمہ تھا کہ جب یہ واقعہ یاد آتا روتے روتے آنچل تر ہو جاتا۔

کسی کو مصیبت میں دیکھ کر بے چین ہو جاتیں۔ آنکھوں میں آنسو بھر آتے۔ عبادت الٰہی میں اس قدر انہماک تھا کہ فرض نمازوں کے علاوہ نماز چاشت اور تہجد کا بھی ناغہ نہ کرتیں۔ اکثر اور مسلسل روزے رکھا کرتیں۔ حج کی ایسی پابند تھیں کہ شاید ہی کوئی سال ایسا گزرا ہو جس میں آپ نے حج نہ کیا ہو۔

۵۸ھ ہجری ماہ رمضان میں آپ کی طبیعت علیل ہوئی اور چند دن تک بیمار رہیں۔ وصیت کی کہ :-

"مجھے حضورؐ کے ساتھ اس حجرہ میں دفن نہ کیجیو بلکہ دیگر ازواج النبیؐ کے ساتھ مجھ کو بھی جنت البقیع میں دفن کیا جائے۔ رات ہی کو دفن کر دی جاؤں اور صبح کا انتظار نہ کیا جائے۔"

۱۷ رمضان المبارک کی شب کو وفات پائی جنازہ حسب وصیت رات ہی کے وقت اٹھایا گیا لیکن مردوں اور عورتوں کا اتنا ہجوم تھا کہ رات کے وقت بھی نہیں دیکھا گیا حضرت ابوہریرہؓ نے جو اُن دنوں حاکم مدینہ تھے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور اس طرح یہ شمع رشد و ہدایت دنیا کی نظروں سے پنہاں ہو گئی۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

ہر قسم کی کاروں اور جیپوں کی کمانیوں
اور
پٹوں نیز کاروں اور جیپوں کے سلنسر بکس
اور سلنسر پائپ کیلئے ہماری خدمات سے
فائدہ اٹھائیں
میاں بھائی آٹو سٹور
۱۰ منٹگمری روڈ لاہور
انٹرنیشنل آٹو کارپوریشن چوبرجی لاہور
فون نمبر سیل ڈپو ۳۱۱۴۶۳

ہر قسم کی عمارتی لکڑی
کیلئے
پاک ممبر
۲۵ نیو ممبر مارکیٹ راوی روڈ لاہور
فون نمبر ۶۲۶۱۸ گھر فون نمبر ۵۳۵۰۰
کو ہمیشہ یاد رکھیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نفعِ ادیب

علم

ہم اس دُنیا پر سرسری طور پر نظر دوڑائیں تو ہم پر روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گا کہ ہر وہ شخص جس کے پاس کچھ نہ کچھ دولت ہے۔ وہ پریشان ہے وہ اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ بے چینی سے گذارتا ہے کہ وہ اس کی حفاظت کے لئے کیا کرے۔ کبھی وہ اس کی حفاظت کے لئے پہریدار رکھتا ہے اور کبھی اسکی حفاظت کے لئے قلعے اور تہہ خانے بنواتا ہے لیکن باوجود ان تمام حفاظتی تدابیر کے اس کا سرمایہ اس کی دولت محفوظ نہیں رہتی کیونکہ چور، ڈاکو، نقب زن اپنے اپنے فن کا مظاہرہ کرتے ہیں اور وہ رقم لوٹ کر لے جاتے ہیں۔ ابتدا سے آفرینش سے لے کر آج کے ترقی یافتہ دور تک کوئی ایسا طریقہ ایجاد نہیں ہو سکا جس سے یہ دولت محفوظ رہ سکے۔ آپ ہر روز اخباروں میں لوٹ کھسوٹ کے سینکڑوں واقعات پڑھتے ہوں گے جن سے ہزاروں ہمارے بے گناہ تختۂ مشق بن جاتی ہیں لیکن علم وہ دولت ہے جس کو چرانے کے لئے بڑے سے بڑا چور بہادر سے بہادر ڈاکو اور ماہر سے ماہر نقب زن بھی ناکام ہے۔ پس علم وہ دولت ہے جس کی حفاظت کے لئے نہ کسی پہریدار کی ضرورت ہے اور نہ ہی کسی قلعے اور تہہ خانے کی ضرورت ہے۔ دُنیا کی تمام دولتیں خرچ کرنے سے کم ہوتی ہیں۔ لیکن علم ایک ایسی دولت ہے کہ اس کو جتنا خرچ کریں اتنا ہی بڑھتا ہے اور اس کے بیش بہا خزانے میں کبھی کمی واقع نہیں ہوتی اور علم کے سرمایہ کے ساتھ کی ہوئی تجارت میں کبھی نقصان کا منہ دیکھنا نہیں پڑتا بلکہ اس میں فائدہ ہی فائدہ ہوتا ہے۔

میرے عزیز بھائیو! محض علم کا حاصل کر لینا کچھ فائدہ مند نہیں۔ بلکہ اُس کو صحیح طور پر استعمال کرنا نفع کا موجب ہوتا ہے۔ جیسے ایک تیز دھار آلہ جس کو ہم نشتر یا چاقو کہتے ہیں کسی عام آدمی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے ہاتھ میں دے دیں تو وہ اس سے خاطر خواہ فائدہ نہیں اٹھا سکتا بلکہ عین ممکن ہے کہ وہ اس چاقو سے کسی جان کو خطرے میں ڈال دے۔ چنانچہ آپ ہر روز اخباروں میں قتل و زخمی کے جو واقعات پڑھتے ہیں وہ اسی کم علمی اور علم کو صحیح استعمال نہ کرنے کی وجہ سے ہوتے ہیں۔

بہرحال اگر یہی چاقو ایک ڈاکٹر کے ہاتھ میں دے دیں۔ تو وہ اس چاقو کے ذریعہ سے بستر مرگ پر پڑے ہوئے مریض کو شفا دے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ علم ایک ایسا ہتھیار ہے جس کے ذریعہ ایک محنت و مشقت کرنے والا شخص علم کے مطابق اپنی زندگی کامیابی و کامرانی سے گذار سکتا ہے اور اگر کوئی شخص علم جیسے ہتھیار کا صحیح استعمال نہ کرے تو اس کو اس دنیا میں ہر جگہ مشکلات و مصائب ہی نہیں بلکہ ذلت و خواری کی انتہاء گہرائیوں سے نبرد آزما ہونا پڑتا ہے۔ پس علم ہی ایک ایسی چیز ہے جس سے شادمانی اور قلبی راحت نصیب ہوتی ہے اور علم ہی روشنی کا وہ مینار ہے جس سے انسانی پیدائش کا مقصد اور ہماری منزل واضح ہے اور جس کے ذریعہ سے ہم اپنی منزل کو پانے کے لئے ہمہ وقت اور ہمہ تن کوشاں رہتے ہیں۔ کیونکہ حصولِ منزل ہی انسان کی کامیابی ہے۔

پس اے میرے عزیز بھائیو!

اِس وقت دنیا میں ضلالت و گمراہی اور ظلم و جور کا دور دورہ ہے اور انسانی شکل میں سفاک درندے انسانیت کی سفید چادر کو داغدار کر رہے ہیں اور دنیا صراطِ مستقیم سے بھٹک کر ان درندوں کے فریبی جالوں میں پھنستی جا رہی ہے۔ اس بھولی بھالی خلقِ خدا کو دوبارہ صراطِ مستقیم پر لانے کا جو حضرت مسیح موعودؑ کے طفیل اللہ تعالیٰ نے آپ کے کندھوں پر رکھا ہے۔

پس اس عظیم ذمہ داری کو نبھانے کے لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث

"اُطْلُبُوا الْعِلْمَ مِنَ الْمَهْدِ اِلَى اللَّحْدِ"

کے مطابق بچپن سے ہی علم کی تلاش میں لگ جائیں تاکہ فرمانِ آنحضورؐ کے مطابق ہمارا بچپن بھی اور ہمارا بڑھاپا بھی طالب علم میں گذرے اور ہم اپنے حاصل کئے ہوئے علم سے دنیا کے تاریک دور کو امن و آشتی اور صلح و انصاف میں بدل سکیں۔

آپ میں سے ہر ایک کو محسوس کرنا چاہیئے کہ علم روشنی کا وہ مینار ہے جس سے دنیا منور ہوگی اور اس سے دکھی اور بھٹکے دلوں کی راہنمائی ہوگی۔ پس آپ کی تعلیم، آپ کے اخلاق،

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ کے کردار آپ کی عادات سے دوست کیا دشمن بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکیں لیکن ہم نے یہ علم کہاں سے حاصل کرنا ہے؟ ہم نے یہ علم کتب حضرت مسیح موعودؑ سے حاصل کرنا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ علم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا ہے۔ اسی لئے تو وہ فرماتے ہیں ؎

مُصطفیٰ پہ تیرا بیحد ہو سلام و رحمت
اُس سے نور لیا ہے خدایا ہم نے

پس یہ وہ علم ہے جس کے مقابلے میں دُنیا کے تمام علوم ہیچ ہیں اور یہ قرآن مجید کا علم ہے۔

میرے عزیز بھائیو! اس وقت آپ جس دَور سے گذر رہے ہیں وہ آپ کے علم حاصل کرنے کا دَور ہے اس لئے آپ کو تعلیمی محاذ میں کبھی سُستی اور غفلت سے کام نہیں لینا چاہیئے بلکہ آپ فرمانِ آنحضورؐ

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَةٌ عَلٰی
کُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَةٍ

کے مطابق ہر وقت تلاش علم میں سرگرداں رہیں اور ساتھ ہی پانچوں وقت نمازیں یہ دُعا کرتے رہیں:۔

رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا

اے میرے رب میرا علم بڑھا

اے ہمارے رب ہمیں وہ علم عطا فرما جسے پی کر ہم اندھیری دُنیا کو منور کر سکیں تیرے پیارے محبوب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا تمام دنیا میں گاڑ سکیں تا ہر طرف سے

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ
رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

کی صدا بلند ہو۔ آمین یا رَبَّ العٰلمین۔

——— خلیل احمد ناصر۔ ربوہ ———

ذہانت

کسی شہر میں ایک سوداگر رہا کرتا تھا وہ بہت عقلمند تھا ایک دن اُس نے چاہا کہ اپنی بیوی کا امتحان لے۔ اُس نے اپنی بیوی کو ایک آنہ دیتے ہوئے کہا اپنے لئے حلوہ، میرے لئے شربت، مُرغی کے لئے دانہ اور اُونٹ کے لئے چارہ لاؤ۔ اُس کی بیوی بازار گئی اور ایک تربوز لے آئی۔ سوداگر نے پوچھا باقی چیزیں کہاں ہیں۔ اُس نے کہا اس کا گودا حلوے اور شربت کا کام دے گا اور بیج مرغی کے دانے کے لئے اور چھلکا اُونٹ کے چارہ کے لئے استعمال ہوگا۔

یہ سُن کر اس نے اپنی بیوی کو اس کی ذہانت پر داد دی اور بہت خوش ہوا۔

بچو! اس سے یہ سبق حاصل ہوتا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے۔ کہ ہمیں جو کام بھی کرنا ہو وہ عقل سے اور فراست سے کرنا چاہیئے۔

(فہیم احمد ثاقب۔ حافظ آباد)

خونخوار ڈاکو اور قیدی

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ قوم غفر کے خونخوار ڈاکوؤں نے ایک گاؤں پر چھاپہ مارا اور وہاں کے دو سربرآوردہ آدمیوں کو یرغمال بنالیا۔ پھر انہوں نے ان دونوں میں سے ایک کے ہاتھ پاؤں باندھے اور اس کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا۔ وہ بڑی لجاجت سے بولا:۔

"اے بلند رتبہ بادشاہو!
تم مجھے کیوں تلوار کے گھاٹ
اتار رہے ہو۔ آخر میں نے
کیا گناہ کیا ہے جو تم میرے
خون کے پیاسے ہو گئے ہو۔ میں
تو ایک مسکین درویش ہوں اور
مجھ کو قتل کر کے تم کو کوئی دنیاوی
فائدہ بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔"

ڈاکوؤں نے کہا تمہیں ذبح کرنے سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ تمہارا دوسرا ساتھی خوفزدہ ہو جائے اور اپنے مال و زر کا پتہ دے۔

وہ کہنے لگا میرا ساتھی تو مجھ سے زیادہ مفلس ہے۔

ڈاکوؤں نے کہا تم جھوٹ بکتے ہو۔ اس نے محض لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے یہ حالی بنا رکھا ہے۔ ورنہ حقیقت میں وہ مالدار ہے۔

اس نے کہا جب تمہارے اس ارادے کی بنیاد وہم پر ہے تو اس معاملہ میں میرا ساتھی اور میں دونوں برابر ہیں اور میرے بارے میں بھی آپ کو ایسا ہی وہم ہونا چاہیئے۔

تو پھر جناب! آپ پہلے میرے ساتھی ہی کو کیوں قتل نہیں کر دیتے کہ میں اس کے انجام سے ڈر کر اپنی دولت کا پتہ بتا دوں۔

(عبدالحی عابد۔ ربوہ)

قلم

قلم ذکاوت و فطانت کی سواری ہے (عتابی)

قلم عقل کا سفیر و پیغام رساں، زبانِ گویا اور کامیاب ترجمان ہے۔ (ابن ابی داؤد)

باعظمت انسانوں کی عقل ان کے قلم کے دندانوں سے وابستہ ہے۔

(طریح بن اسمٰعیل ثقفی)

قلم کے آنسو بہانے سے چہرۂ کاغذ پر خندہ و شادمانی کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ (عتابی)

قلم ایسا درخت ہے جس کا پھل الفاظ ہیں اور خشکیدہ دریا ہے جس کے موتی حکمت و دانائی ہیں اور تشنہ عقلوں کے لئے اس میں سامان سیرابی ہے۔ (عبدالحمید)

(مرسلہ:۔ رشیقہ قمر۔ ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مچھیرا

ایک مچھیرا تھا۔ جو کہ بہت غریب تھا۔ اور وہ مچھلیاں پکڑ کر اپنا اور بیوی کا پیٹ پالتا۔ ایک دن مچھیرا مچھلیاں پکڑ رہا تھا۔ کہ جال میں ایک نہایت ہی خوبصورت مچھلی پھنسی۔ اُس نے جال کو کھینچا تو مچھلی رو کر بولی۔ پیارے ماہی گیر۔ خدا کے لئے مجھے چھوڑ دو۔ میں کوئی معمولی مچھلی نہیں ہوں۔ میں مچھلیوں کی شہزادی ہوں۔ مچھیرے نے مچھلی کو بولتے ہوئے دیکھا تو اس کی ہمت نہ ہوئی۔ اس نے مچھلی کو چھوڑ دیا اور گھر آکر سارا واقعہ بیوی کو سنایا۔ بیوی بہت چالاک تھی۔ چلا کر بولی تم سا بیوقوف بھی کوئی نہ ہوگا۔ اے بدھو! مچھلیوں کی شہزادیاں جادوگرنیاں ہوتی ہیں۔ ان سے جو چیز مانگتے ہو۔ دے دیتی ہے۔ اب جاکر اُس سے کہو۔ کہ ہمارا جھونپڑا ٹوٹا پھوٹا ہے۔ جادو کے زور سے اسے خوبصورت بنا دو۔ جاؤ جلدی جاؤ۔

مچھیرا بھاگم بھاگ دریا کے کنارے پہنچا۔ اور چیخ کر بولا۔ مچھلیوں کی شہزادی! مچھلیوں کی شہزادی! یکایک ایک لہر آئی اور اُس لہر میں شہزادی اُبھر آئی۔ اور بولی پیارے

ماہی گیر تم نے ہمیں پکارا۔ مچھیرا بولا۔ جی ہاں شہزادی صاحبہ۔ میری بیوی کہتی ہے۔ کہ آپ جادو جانتی ہیں ہمارا جھونپڑا بہت خراب ہے۔ مہربانی کر کے ایک اچھا سا مکان بنا دیجئے۔ شہزادی ہنس کر بولی۔ اچھا جاؤ! تمہارے پہنچنے سے پہلے مکان بن گیا ہوگا مچھیرا خوش خوش بستی کی طرف روانہ ہو گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ اس کی ٹوٹے پھوٹے جھونپڑے کی جگہ ایک خوبصورت مکان کھڑا ہے۔ بستی والوں کی آنکھیں مکان پر ہیں اور انگلیاں دانتوں میں۔ مچھیرے نے بیوی سے کہا۔ کہ نیک بخت اب تو خوش ہے نا۔ بیوی بولی خوش تو ہوں مگر زیادہ نہیں۔ صبح ہوئی تو بیوی بولی۔ یہ نگوڑا مکان کچھ زیادہ اچھا نہیں ہے۔ جلدی سے شہزادی کے پاس جا اور اُسے کہہ کہ ہمارا مکان کچھ زیادہ اچھا نہیں ہے۔ اسلئے ہمارے لئے ایک خوبصورت محل بنا دے۔ مچھیرا گھبرا کر بولا۔ ارے نیک بخت! ہم محل لے کر کیا کریں گے۔ بیوی ڈانٹ کر بولی جیسا میں کہتی ہوں۔ ویسا ہی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ۔ مچھیرا دریا کے کنارے گیا اور زور سے
بولا۔ شہزادی صاحبہ! شہزادی صاحبہ!
شہزادی کنارے پر آئی اور بولی۔ تم نے ہمیں
پکارا؟ مچھیرا بولا۔ جی ہاں۔ میری بیوی کہتی
ہے۔ کہ ہمارے لئے ایک خوبصورت محل بنا دو۔
شہزادی بولی۔ جاؤ۔ محل بن جائے گا۔ جب
مچھیرا بستی کی طرف گیا۔ تو دیکھتا ہے۔ کہ گھر
کی جگہ ایک خوبصورت محل کھڑا ہے۔ بیوی کے
پاس آیا اور کہنے لگا۔ کہ اری نیک بخت۔ اب
تو خوش ہے نا۔ بیوی بولی۔ خوش تو ہوں مگر
زیادہ نہیں۔ دوسرے دن جب مچھیرا جاگا۔ تو
بیوی بولی۔ میں نے رات کو خواب دیکھا۔ کہ میں
اس ملک کی ملکہ بن گئی ہوں۔ مچھیرا گھبرا کر بولا۔
اری نیک بخت جتنی چادر ہے اتنے پیر
پھیلاؤ۔ بیوی بولی۔ حکومت اگر تم بادشاہ
بننا نہیں چاہتے تو میں تو ملکہ بننی چاہتی ہوں
فوراً شہزادی کے پاس جاؤ۔ اور کہو کہ
ہمیں اس ملک کی ملکہ بنا دے۔ مچھیرا روتا
پیٹتا ہوا دریا کے پاس پہنچا۔ اور بولا شہزادی
صاحبہ! شہزادی صاحبہ! شہزادی کنارے
پر آئی اور بولی تم نے ہمیں پکارا ہے۔ مچھیرا بولا۔
جی ہاں! میری بیوی کہتی ہے کہ ہمیں اس ملک
کی ملکہ بنا دو۔ شہزادی ہنس کر بولی۔ جاؤ ہم نے
تمہاری بیوی کی یہ خواہش بھی پوری کر دی۔ مچھیرا
گھر پہنچا تو کیا دیکھتا ہے کہ محل کے چاروں طرف
فوج کا پہرا ہے۔ اور بیوی ہیرے جواہرات کے
تخت پر بیٹھی ہے۔ وزیر اور افسر ہاتھ باندھے
اس کے پاس کھڑے ہیں۔ اس نے بھی جھک کر
سلام کیا اور ایک طرف ادب سے کھڑا ہو گیا
رات ہوئی تو مچھیرا اپنی بیوی سے بولا۔ اے خدا
کی بندی اب تو خوش ہے نا۔ بیوی منہ بنا کر بولی۔
خوش ہوں۔ مگر زیادہ نہیں۔ صبح ہوئی۔ اور مرغا
بولا۔ ملکہ نے اپنا منہ کھولا اور بولی۔ اے مچھیرے
یہ ملک تو میرے قبضے میں آ گیا ہے مگر چمکتا ہوا
سورج۔ جگمگاتا چاند اور جھلملاتے ستارے
میرے قبضے میں نہیں ہیں۔ کاش! میں ان پر بھی
حکومت کر سکتی۔ جلدی اٹھو۔ فوراً شہزادی
کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ سورج۔ چاند،
ستارے بھی میرے قبضے میں دے دو۔
بے چارا مچھیرا بہت رویا پیٹا ہاتھ پاؤں
جوڑے منت سماجت کی مگر بیوی نے ایک
نہ سنی۔ آنکھیں نکال کر بیوی بولی اگر جان کی خیریت
چاہتے ہو تو میری بات جا کر شہزادی سے کہہ
دو ورنہ گلے میں رسی باندھ کر نیم کے درخت
کے میں الٹا لٹکا دوں گی۔ بے چارا مچھیرا
سر پر خاک ڈالتا دریا کے کنارے پہنچا۔ اور
شہزادی کو سارا واقعہ سنایا۔ شہزادی نے
کچھ سوچا اور بولی۔ پیارے ماہی گیر تمہاری
بیوی کی حرص ختم نہ ہو گی۔ اب تو گھر جا اور خدا کی
قدرت کا تماشہ دیکھو۔ مچھیرا گھر آیا تو کیا دیکھتا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے۔ کہ جس جگہ اس کا خوبصورت محل تھا۔ وہاں اب وہی اس کا پرانا ٹوٹا پھوٹا جھونپڑا ہے۔ اس کے چہرے پر حسرت کی کرنیں پھوٹ پڑیں۔ جلدی سے آنسو پونچھے اور جھونپڑی کے اندر قدم رکھا بیوی چولہے کے پاس بیٹھی کڑوے تیل میں بیگن تل رہی تھی۔ اُسے دیکھ کر بولی۔ ارے آج بہت جلدی آگئے۔ خیر تو ہے۔ مجھیرا ہنس کر بولا۔ ہاں خیر ہے۔ مگر تم تو خوش ہو۔ بیوی مسکرا کر بولی چل "میں ناراض نہیں تھی۔ آج کچھ دماغ اُلٹا چل رہا ہے۔ اور پھر..... دونوں میاں بیوی پہلے کی طرح ہنسی خوشی رہنے لگے ؂

(انوار احمد عامر۔ پنجی)

ہر قسم کی انگریزی ادویات کی خرید اور نسخہ جات کی تیاری کے لئے لائق صد اعتماد مرکز

EL-KEMISTS الکیمسٹس نون نمبر ۴۱۶۶۴

سٹیلائٹ ٹاؤن راولپنڈی

منظور شدہ کیمسٹس برائے واپڈا۔ ریڈیو پاکستان۔ پاکستان اٹامک انرجی کمیشن۔ ایچ۔ ایف۔ ایف اور نسپاک NESPAK کی خدمات سے فائدہ اٹھائیں

روزنامہ الفضل ربوہ

ہمارا۔ آپ کا اور سب کا اخبار

اس میں حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات سے اقتباسات۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے روح پرور خطبات۔ علماءِ سلسلہ کے اہم مضامین۔ بیرونی ممالک میں جماعت کی تبلیغی مساعی کی تفاصیل اور ملکی و عالمی اہم خبریں شائع ہوتی ہیں۔ آپ خود بھی یہ اخبار پڑھیں اور دوسروں کو بھی مطالعہ کے لئے دیں۔ اسکی توسیع اشاعت آپکا جماعتی فرض ہے۔

(منیجر الفضل ربوہ)

ہر قسم کا سامان سائنس و اجبی نرخوں پر خریدنے کے لئے

الائیڈ سائنٹیفک سٹور

گنپت روڈ لاہور کو ہمیشہ یاد رکھیں!

فون نمبر:۔ ۶۴۵۰۰

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میری زندگی کا ناقابل فراموش واقعہ

ندیم احمد بٹ۔ سیالکوٹ

پیارے بچو! انسان کی زندگی میں چند ایسے واقعات بھی رونما ہوتے ہیں جو کہ ناقابلِ فراموش ہوتے ہیں۔ آج میں بھی آپ کو اپنی زندگی کا ایک حیران کن واقعہ سناتا ہوں۔

مجھے بچپن ہی سے یورپ کی سیر کا شوق تھا۔ اتفاق سے میرے بڑے بھیا لنڈن میں قیام پذیر ہیں۔ میں نے اُن سے اپنی اس خواہش کا اظہار کئی مرتبہ کیا۔ آخر کار ایک دن وہ مان گئے۔ اُنہوں نے مجھے لکھا کہ جب تم نے میٹرک کا امتحان پاس کر لیا تو میں تمہیں لنڈن کا ٹکٹ بھیج دوں گا۔

شاید زندگی کا سب سے زیادہ خوشی کا دن میرے لئے یہی تھا لیکن بھائی جان کی شرط فوراً کڑی تھی پھر بھی میں نے محنت شروع کر دی۔ خدا کی قدرت سے میں میٹرک کے امتحان میں پاس ہو گیا۔

مقررہ تاریخ پر ہم ایئر پورٹ پہنچ گئے۔ لنڈن کے لئے ہوائی جہاز چار بجے جانا تھا۔ میں وقت سے پہلے امّی کے پاس گیا اور پوچھا کہ میں اُن کے لئے لنڈن سے کیا لاؤں؟ اُنہوں نے میرے ماتھے کو چوما اور کہا بیٹا میرے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ تم خیریت سے واپس آجاؤ۔ میرے بہت اصرار پر انہوں نے مجھے ایک شال لانے کے لئے کہا۔

جب میں لنڈن کے ہوائی اڈے پر اترا تو یہاں کی دنیا ہی کچھ اور تھی۔ بھائی جان پر نظر پڑی۔ اُنہوں نے آگے بڑھ کر مجھے گلے لگا لیا۔ ملنے کے بعد ہم کار پر بیٹھے اور بھائی جان کے بنگلے کی طرف چل دیئے۔

دو ماہ کی چھٹیاں میں نے لنڈن میں گذاریں اس دوران میرے بچپن کی یہ خواہش بھی پوری ہو گئی کہ مجھے یورپ کی سیر کا بہت شوق تھا۔

تا زندگی تو لنڈن میں رہنا نہیں تھا۔ چنانچہ میری سیٹ بک ہو گئی اور میں پاکستان جانے کی تیاریوں میں مصروف ہو گیا۔

لنڈن سے پاکستان کے لئے جہاز شام ۹ بجے چلنا تھا۔ کسٹم پر سامان چیک کروا تے وقت مجھے یاد آیا کہ میں نے امّی جان کیلئے شال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہیں خریدی۔ میں نے بھیّا کو بتایا انہوں نے خواب دیا کہ پاکستان سے جاکر خرید لینا۔ لیکن نہ جانے کیوں مجھے ایک ان جانا جذبہ یہ کہہ رہا تھا کہ شال لے کر پاکستان جانا چاہیئے۔ آخرکار میرا یہی جذبہ جیتتا گیا۔ میں نے اُسی وقت بھائی جان سے کہا کہ میں کل کی پرواز سے پاکستان جاؤں گا۔ وہ نہ مانے کیونکہ سیٹ بک ہو چکی تھی اور واقعی یہ سراسر حماقت تھی۔ لیکن شاید اِس وقت میرے ہوش و حواس قائم نہ تھے۔ میرے سر پہ صرف یہی بھوت سوار تھا۔ کہ پاکستان کل جاؤں گا۔

مجبوراً بھیّا کو سیٹ منسوخ کروانی پڑی صبح جب میں سو کر اٹھا تو اپنے آپ کو لندن میں ہی پایا۔ مُنہ ہاتھ دھو کر چائے پینے لگا اتنے میں اخبار والا آیا اور اُس نے اخبار مجھے پکڑایا اور چلدیا۔

اخبار میں جلی سُرخی میں لکھا تھا:۔

"لندن سے پاکستان جانے والا
جہاز پاکستان کے قریب گِر کر
تباہ ہوگیا"

یہ پڑھ کر میرے جسم کے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ میں بھاگا ہوا بھائی جان کے پاس گیا وہ مجھے دیکھ کر ناراضگی سے بولے!

"میاں آج بھی چلنے کی صلاح ہے
کہ نہیں!"

میں نے کانپتے ہاتھوں سے اُنہیں اخبار دے دیا۔ انہوں نے اخبار پڑھا تو اُن کی آنکھوں میں ننھے ننھے آنسو تیرنے لگے۔

یہ تھا میری زندگی کا ایک ناقابلِ فراموش واقعہ۔

اِتفاق سے اگر میں اُسی جہاز میں بیٹھ جاتا تو اس وقت تم میں موجود نہ ہوتا ؛

جوتوں کا جوڑا

ایک شخص جوتوں کی دکان پر گیا اور جوتوں کا ایک جوڑا مانگا۔ دکاندار کے ملازم نے اُسے جوڑا دیدیا۔ قیمت کا فیصلہ کرنے کے بعد ملازم سے کہا اس کو ڈبے میں بند کر دو۔ جب گاہک نے جیب دیکھی تو تین روپے کم تھے۔ اس نے کہا۔ کہ میں جوتے لے جاتا ہوں اور بقایا پیسے ابھی آکر دے دیتا ہوں۔ ملازم نے کہا:۔

"بہت اچھا جناب"

دوکان کے مالک نے ملازم کو جھڑکا کہ اب اُسے کیا غرض۔ کہ تمہیں بقایا رقم آکر دے جائے۔

ملازم نے جواب دیا "جناب وہ کیا اس کا باپ بھی آئے گا۔ میں نے دونوں بوٹ ایک ہی پاؤں کے باندھ دیئے ہیں"

عامر خلیل اُدپل۔ گجرات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مجالس کی دوڑ

تقریب شکرانہ اور جلسہ یوم والدین

مجلس اطفال الاحمدیہ عزیزآباد کراچی نے امسال سالانہ اجتماع ربوہ کے موقع پر تمام مجالس اطفال میں حسن کارکردگی کی بناء پر اوّل آکر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دستِ مبارک سے علمِ انعامی کا اعزاز پایا۔ الحمدللہ۔

اِس خوشی میں جمعہ ۱۰ر نومبر ۱۹۷۸ء کو مجلس نے تقریب شکرانہ اور جلسہ یوم والدین کا انعقاد کیا۔ خُطبہ جمعہ کے خطبہ میں محترم مولانا عبدالسلام صاحب طاہر مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ کراچی نے والدین پر زور دیا کہ وہ اطفال کی عمدہ تربیت کے لئے مجلس سے تعاون کریں۔

نماز کے بعد کارروائی کا آغاز ہُوا۔ صدارت محترم مکرم جناب امیر صاحب کراچی نے فرمائی۔ تلاوتِ کلام پاک۔ عہد اور نظم کے بعد الطاف قدیر صاحب ناظم اطفال نے مجلس کی شاندار کامیابی پر اظہار خیال فرمایا۔

اِس کے بعد قائد صاحب مجلس مکرم محترم قریشی محمود احمد صاحب نے سپاس نامہ پیش کیا۔ محترم ڈاکٹر قیس مینائی صاحب نے اپنے مفہوم ارشادات سے نوازا۔ جن میں یہ قطعہ خصوصاً قابلِ ذکر ہے:۔

ندامت کی گھڑی آنے نہ دیں گے
علَم اب ہاتھ سے جانے نہ دیں گے
امامِ وقت سے لیں گے علَم پھر
خوشی کا چاند گہنانے نہ دیں گے
(انشاء اللہ)

آخر میں محترم جناب امیر صاحب نے صدارتی خطاب ارشاد فرمایا۔ آپ نے مبارکباد کے ساتھ مجلس کو اس اعزاز کے برقرار رکھنے کی بھرپور کوشش کی تلقین فرمائی۔ خطاب کے بعد مکرم امیر صاحب نے دُعا کرائی۔ جس کے بعد حاضرین میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔

یہ شاندار تقریب ایک گھنٹہ جاری رہی۔ مجموعی طور پر ۲۲۵ احباب۔ خواتین اور اطفال نے شرکت فرمائی۔

سیکرٹری اشاعت
مجلس اطفال الاحمدیہ۔ عزیزآباد کراچی

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

لطائف

دیوار پر لکھے ہوئے اشتہارات اکثر گڈمڈ ہو جاتے ہیں۔ ایک اشتہار یوں دیوار پر رونقیں بکھیر رہا تھا:۔

"ہمارے ہاں کے جوتے صرف
دس دن لگانے سے بال اُگ
آتے ہیں"

مالک نے نوکر سے کہا میں ذرا دوکان سے باہر جا رہا ہوں۔ جو آئے اور تمہیں کچھ آرڈر دے نہایت اخلاق سے اس کی تعمیل کرنا۔

مالک نے واپس آکر پوچھا کوئی آیا تھا؟

نوکر۔ "جی ہاں"

مالک :۔ کیا آرڈر دیا تھا؟

نوکر :۔ اُس نے حکم دیا تھا دونوں ہاتھ اُوپر کر کے کھڑے ہو جاؤ۔ میں نے تعمیل کی اور وہ روپوں کا صندوق لے کر چلا گیا۔

ایک ادیب نے اپنے ناشر دوست سے پوچھا! میں اپنی ہونیوالی بیوی کو ایک انگوٹھی تحفے میں دینا چاہتا ہوں۔ اس پر کیا کندہ کروائوں۔ ناشر نے کہا:۔ "جملہ حقوق محفوظ ہیں"۔

(ثمینہ فرخ۔ ربوہ)

باپ بیٹے کو سمجھاتے ہوئے۔ بیٹا ہمیشہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا چاہیئے۔

بیٹا :۔ ابا جان! آپ تو لکڑی کی ٹانگ پر کھڑے ہیں۔

(وحید احمد قمر۔ جہلم)

باپ۔ بیٹے سے :۔ بیٹے تم یہیں کنارے پر ٹھہرو۔ میں پانی کے اندر جاتا ہوں۔ واپس آکر تم کو میں ایک روپیہ دوں گا۔

بیٹا :۔ ابا جان۔ اگر آپ واپس نہ آئے تو پھر میں امی سے لوں گا۔

(عامر افتخار۔ ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہر قسم کے سوئچ گیئر۔ سوئچ بورڈ فیوز۔
انڈسٹریل لائیٹس اور ٹریفک سگنل۔
کے لئے
ہماری خدمات حاصل کریں۔
فیضی انڈسٹری
جی۔ ٹی روڈ گلائیمکس آباد گوجرانوالہ
فون لاہور آفس ۶۶۲۳۳
فون کراچی آفس ۲۳۱۲۵۵

آپ کی سہولت کے لئے
آپ کے علم کے لئے
اور
آپ کی خدمت کے لئے
ہر قسم کی عمدہ بستی اور اعلیٰ طباعت
کا واحد ادارہ
الفتح انٹرپرائزز
کاروان ہوٹل بلڈنگ لنک میکلوڈ روڈ لاہور
فون نمبر ۵۶۰۹۰
EXT/15

ملتان کے قدیم ڈرائیکلینرز
جہاں آٹومیٹک پلانٹ
پر
ڈرائی کلیننگ کی جاتی ہے
جینکو ڈرائیکلینرز
نواں شہر۔ ملتان

ہر قسم کے
ریشمی سوتی کپڑے کی
خرید کے لئے ہمارے ہاں
تشریف لائیں
بشیر اینڈ کمپنی
فون ۶۵۵۹۳
۲۶۰ سربلند بلاک اعظم مارکیٹ
لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Monthly Tash-heez-ul-Azhan Rabwah

February Editor, MOHAMMAD SHAFIQUE QAISAR

1979

Regd. No. L7128

شیزان

ایک بار نہیں سو بار نہیں
میں تو کہوں گی لاکھوں بار

شیزان کی ہر چیز ہے
سب سے مزے دار

شیزان انٹرنیشنل لمیٹڈ - بند روڈ - لاہور

(صدف ڈائجسٹ نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا)